ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

13 تا 19 ستمبر 2001ء

☆ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی — درسِ عبرت (اداریہ)

☆ امریکہ اپنی روش تبدیل کرے! (تجزیہ)

☆ تنظیم اسلامی کی تربیت گاہیں (مکتوب شکاگو)

The American target is not the Taliban but Islam. We must realise that Palestinian Intifada, Taliban's terrorism or Islamic fundamentalism are not the issues as we have misconceived. To the US and its allies, it is a cultural war – the clash of civilisation. We need not base our arguments on what we hear from the American propagandists to whom suicide bombing is simply the "rejection of modernisation," (*Washington Times*, Sept. 6) -- not a protest against Israeli occupation, terrorism and repression. If the "US diplomacy is sensitive to hateful speech against Israel" (Paul Craig Roberts, *Washington Times*, September 7, 2001), we should be sensitive at least to the hateful killing of our fellow Muslims and undermining of Islam under different pretexts. – writes Abid Ullah Jan.

(Article on page 16)

عظمت مصطفیٰ ﷺ کا ظہور کامل ...... کب اور کیسے؟

قرآن مجید میں تین جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ﴾

(التوبہ : ۳۳، الفتح : ۲۸، الصف : ۹)

"وہی (اللہ) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد ﷺ) کو الہدیٰ (یعنی قرآن حکیم) اور دین حق دے کر تاکہ غالب کرے اس (دین حق) کو پورے کے پورے نظام زندگی پر۔"

مذکورہ بالا آیت کی رو سے بعثت محمدیؐ کا مقصد غلبہ دین ہے، جبکہ بعثت محمدیؐ تمام نوع انسانی کے لئے ہے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں مختلف الفاظ میں پانچ مرتبہ آیا ہے، لیکن اس ضمن میں اہم ترین آیت یہ ہے کہ:

﴿وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا﴾ (سبا : ۲۸)

"ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو (اے محمد ﷺ) مگر پوری نوع انسانی کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔"

اس صغریٰ کبریٰ کو جوڑ لیجئے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعثت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کا مقصد بتمام و کمال صرف اس وقت پورا ہوگا جب کہ کل روئے ارضی پر اور پورے عالم انسانیت پر اللہ کا دین غالب ہوگا۔ گویا

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے!

احادیث نبویؐ میں قیامت سے قبل عالمی غلبہ اسلام کی صریح پیشین گوئی موجود ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ دور لازماً آئے گا اور اصل میں اسی وقت رسول اللہؐ کی بعثت کا مقصد بتمام و کمال پورا ہوگا...... لیکن یاد رکھئے کہ یہ دور اب بھی اسی طرح آئے گا جیسے اس وقت ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗ﴾ کی محنت اور قربانیوں سے آیا تھا۔ وہ لوگ سراسر محروم رہ گئے جو اس دور میں موجود تھے اور پھر بھی انہوں نے اس جدوجہد میں حصہ نہ لیا۔ وہ کفر کے دامن سے وابستہ رہے یا انہوں نے نفاق کا لبادہ اوڑھ لیا۔ تو جان لیجئے کہ اسلام کا عالمی انقلاب پکار رہا ہے اور "مَنۡ اَنۡصَارِیۡٓ اِلَی اللّٰهِ" کی آواز ہم اپنے روحانی کانوں سے سن سکتے ہیں...... آج بھی یہ پکار بالفعل موجود ہے۔ کون ہے کہ جو اس پکار پر لبیک کہے؟ جو اپنا تن من دھن اس کے لئے وقف کرنے کو تیار ہو؟ یہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا عملی تعلق۔ یہی حب رسولؐ کا تقاضا ہے۔

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "عظمت مصطفیٰ ﷺ" سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرہ (۳۴)

﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ لا فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ٥ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ج فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ لا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لا وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ٥﴾ (آیات : ۳۱ تا ۳۳)

’’اور (اللہ نے) آدم کو تمام نام سکھا دیئے‘ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا‘ پس کہا (اللہ نے فرشتوں سے) کہ مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ انہوں نے کہا کہ تُو پاک ہے‘ ہمیں اس کے سوا کوئی علم حاصل نہیں ہے جو تُو نے ہمیں سکھایا ہے۔ یقیناً تُو ہی سب جاننے والا اور تمام حکمتوں سے باخبر ہے۔ (اللہ نے) کہا‘ اے آدم! انہیں ان کے نام بتا دو اور جب اس نے انہیں ان کے نام بتا دیئے (تو اللہ نے فرشتوں سے) کہا‘ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی ہر مخفی چیز سے واقف ہوں! اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو کچھ تم ظاہر کر رہے تھے اور جو کچھ تم چھپا رہے تھے۔‘‘

حضرت آدمؑ کو تمام نام سکھا دینے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں انہیں جو بھی مادی علوم حاصل ہونا تھے‘ وہ بالقوہ حضرت آدمؑ میں ودیعت کر دیئے گئے۔ اس ضمن میں انہیں سماعت‘ بصارت‘ فہم و فراست اور تعقل کا وہ سارا نظام اور ضابطہ کار دے دیا گیا جس کے تحت نتائج اخذ کر کے مادی علوم کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ علوم عطا کرنے کے بعد حضرت آدمؑ کو فرشتوں کے روبرو کیا گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ اگر تم برحق ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ اس مبارزت پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی محدود علمیت کا اقرار کیا۔ ملائکہ کے بارے میں اس امر پر تقریباً اجماع ہے کہ ہر فرشتے کو صرف وہی علم دیا گیا ہے جو اس کے مخصوص کام سے متعلق ہے۔ یعنی اگر ایک فرشتہ پہاڑوں پر مامور ہے تو اسے محض پہاڑوں کے بارے میں ہی امور بتائے گئے ہیں۔ چنانچہ فرشتوں کو اپنے اپنے شعبے کے حوالے سے تو پوری اور مکمل معلومات حاصل ہیں لیکن بحیثیت مجموعی جو تمام مادی علوم حضرت آدمؑ کو دیئے گئے ہیں‘ ملائکہ ان سے تہی دامن ہیں اور درحقیقت یہی مجموعی علم انسان کی خلافت کی اصل بنیاد ہے۔

ملائکہ نے جب اپنی عاجزی اور بے اختیاری کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ وہ فرشتوں کو ان کے نام بتائیں۔ جب حضرت آدمؑ نے ایسا کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنے علم کی کاملیت یاد دلاتے ہوئے کہا کہ صرف وہی سبحانہ وتعالیٰ اس کائنات کے مخفی حقائق کو جانتا ہے۔ آخر میں انسان کو خلیفہ بنانے پر فرشتوں کے تحفظات کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے‘ چاہے وہ عیاں ہو یا پوشیدہ!

☆ ☆ ☆

ایمان دار تاجر کا انجام

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ((اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ)) [رواہ الترمذی‘ والادارمی‘ والدارقطنی]

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سچائی اور ایمان داری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر نبیوں‘ صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا‘‘۔

عام طور پر آج کل تاجر لوگ جس طرح کاروبار کر رہے ہیں اس میں ہمارے دین کی خصوصیات کی ذراسی بھی جھلک نظر نہیں آتی اور کہا یہ جاتا ہے کہ یہ بازار کا رواج اور زمانے کا دستور ہے جس کے مطابق ہم تجارت کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ایمان اور دین کا اصل حاصل تو انسانی اخلاق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں۔ چنانچہ کتنے ہی ملک اور علاقے ہیں جہاں دین اسلام صرف تاجروں کے ذریعہ متعارف ہوا اور ان کی امانت داری اور سچائی نے لوگوں کو اسلام کا شیدائی بنا دیا اور آج وہی مسلمان ہیں کہ ان کا کردار غیر مسلموں سے بھی بدتر ہے لیکن وہ پھر بھی خود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیدائی تصور کرتے ہیں حالانکہ کوئی مسلم ملک بھی دوسرے مسلمان ملک سے تجارت نہیں کرنا چاہتا بلکہ غیر مسلموں سے لین دین کو ترجیح دیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ ہم نے اسلام کو صرف چند کلمات اور عبادات و رسومات کا مجموعہ سمجھ رکھا ہے اور زندگی کے معاملات کو دنیاداری قرار دے رکھا ہے۔ حالانکہ ہمارے دین میں یہ تفریق نہیں ہے‘ بلکہ توحید و رسالت کا اقرار ہی تو انسان کی شخصیت سازی کا اصل مدار ہے کہ وہ سچا‘ امانت دار اور معاملات کا کھرا ہو کیونکہ مسلم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد 11 شمارہ 34

13 تا 19 ستمبر 2001ء

(۲۴ تا ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

معاونین: مرزا ایوب بیگ ، سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501 فیکس 5834000
E-Mail:anjuman@tanzeem.org
Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زر تعاون :

اندرون ملک...... 250 روپے

بیرون پاکستان:

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ
1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ
2200 روپے

اداریہ

حافظ عاکف سعید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جائے عبرت ہے' مقام غور ہے!

۱۱ ستمبر کی صبح امریکی عوام کے لئے قیامت کا پیغام بن کر طلوع ہوئی۔ کچھ نامعلوم افراد نے امریکی حکومت کے رویئے اور پالیسی کے خلاف اپنے غم وغصے کے اظہار کے لئے جو طریقہ اختیار کیا وہ طاقت کے نشے میں چور امریکی حکومت کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ تو تھا ہی' پوری دنیا کو بھی اس واقعے نے ہلا کر رکھ دیا۔ امریکہ کی قوت وعظمت کی علامت ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی بلند و بالا عمارت کی مکمل تباہی اور امریکی حکومت کے مرکزی دفاتر پر مشتمل دارالحکومت واشنگٹن کی اہم ترین بلڈنگ پینٹاگون کی بربادی پر مستزاد ہزارہا امریکیوں کی ہلاکت امریکہ کی تاریخ میں دہشت گردی کا سب سے بڑا اور خوفناک ترین واقعہ ہے کہ جو رہتی دنیا تک امریکیوں کے لئے ایک ڈراؤنا خواب بنا رہے گا۔

تادم تحریر اس تہلکہ آمیز اور قیامت خیز واقعے کے ذمہ دار افراد کا تعین نہیں کیا جاسکا۔ اس بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا سردست ممکن نہیں' تاہم اس واقعے میں ''ورلڈ سول (Sole) سپریم پاور'' ہونے کی دعوے دار امریکی حکومت اور اس کے عوام کے لئے عبرت آموزی کا وافر سامان موجود ہے۔ یہ واقعہ اس حقیقت کا مظہر ہے کہ دنیا کی طاقتور ترین حکومت کو اگر دنیا ہی کی کوئی بظاہر کمزور اور غیر اہم قوت بھی کسی وقت ناکوں چنے چبوا سکتی اور رسوا کن نقصان پہنچا سکتی ہے تو اس قادر مطلق ہستی جو خالق کائنات بھی ہے' کے سامنے دنیا کی کسی بڑی سے بڑی قوت کی بھی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔۔۔!!!

امیر تنظیم اسلامی' محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا اس قیامت خیز واقعے کے حوالے سے فوری ردعمل جو پریس ریلیز کی صورت میں اخبارات کو ارسال کیا گیا' ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے:

> ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگان پر کل کے خودکش حملوں نے پوری دنیا کو مبہوت کر دیا ہے۔ دنیا کے اعلیٰ ترین دماغ یہ سمجھنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں کہ ایسا کون سا منظم اور مضبوط گروہ ہو سکتا ہے جس نے امریکہ جیسی سپریم پاور کو آن واحد میں مفلوج کر کے رکھ دیا! اس ضمن میں بے جا طور پر اسامہ بن لادن یا کسی اور مسلم دہشت گرد گروہ کی جانب اشارات کئے جا رہے ہیں جبکہ واقعہ یہ ہے کہ اسامہ سمیت کسی بھی مسلم فنڈ امنٹلسٹ فرد یا گروہ کے پاس ایسے وسائل و ذرائع کی موجودگی محال مطلق ہے جن کے ذریعے اتنے عظیم پیمانے پر اور اس قدر منظم اور مربوط انداز میں امریکہ کے عین قلب نیویارک اور واشنگٹن میں تباہی و بربادی کی وہ صورت پیدا کر سکے جو کل سامنے آئی ہے:
>
> یہ کارستانی لامحالہ چند سال قبل کے اوکلاہاما کے حادثے کی مانند خود امریکہ ہی کے کسی شدید ناراض اور مایوس و دل برداشتہ عنصر کی ہے...... تاہم اس امر کے امکان کی نفی نہیں کی جا سکتی کہ امریکہ اس حادثۂ فاجعہ کے اصل ذمہ دار عناصر کا سراغ لگانے سے قبل ہی اس کو بہانہ بنا کر اپنا کوئی پہلے سے زیرغور اور زیرتجویز اقدام فوری طور پر کر بیٹھے...... جس میں نہ صرف افغانستان پر حملہ کرنا...... اور وہاں ابھرنے والی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو قوت پکڑنے سے قبل کچل کر رکھ دینا شامل ہو سکتا ہے بلکہ خود پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو مفلوج کرنا بھی مطلوب ہو سکتا ہے۔

اس پس منظر میں جملہ مسلمانان عالم کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو امریکہ ایسی عظیم عسکری قوت کے غیض وغضب سے اپنی حفظ وامان میں رکھے! اور اپنی قدرتِ خصوصی سے امریکہ کو غصہ اور جھنجلاہٹ میں ایسے کسی اقدام سے روکے رکھے' آمین!

اندریں اثناء اس عظیم حادثے میں پوری نوع انسانی کے لئے درس عبرت بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم کائنات میں بظاہر عظیم ترین اور مستحکم ترین قوتیں بھی پرکاہ کی حیثیت رکھتی ہیں...... چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ورلڈ ٹریڈ سنٹر ایسی عظیم اور نہایت مضبوط و مستحکم عمارت کو پانی کے حقیر سے بلبلے کی مانند بیٹھتے دیکھ لیا ہے...... اور قیامت کا یہ منظر کہ پہاڑ بھی روئی کے گالوں کی مانند ہو جائیں گے ایک ادنیٰ صورت میں ہماری نگاہوں کے سامنے آ گیا ہے...... **فاعتبروا یا اولی الابصار!**

اسلام میں مخلوط معاشرت کا کوئی تصور نہیں ہے

میاں بیوی کے درمیان باہمی اعتماد کے خاتمہ سے خاندانی نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے

حقیقی رازق صرف اللہ تعالیٰ ہے جبکہ جملہ زندہ مخلوقات اللہ کے کنبے اور عیال کی مانند ہیں

مقتول کے ورثا کو قاتل کے بارے میں اختیار دینے میں بڑی مصلحت اور حکمت پوشیدہ ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے ۳۱ راگست کے خطاب جمعہ کی تلخیص

اب ہم سورہ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع میں داخل ہو رہے ہیں' فرمایا:

''اور اپنی اولاد کو قتل مت کرو مفلسی کے اندیشے سے' ہم ہی انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی تو ہم رزق دیتے ہیں' بے شک اولاد کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔''

(آیت:۳۱)

تیسرے رکوع سے اسلام کے سماجی اور معاشرتی اصولوں کا ذکر شروع ہوا تھا' انہی کا بیان یہاں چوتھے رکوع میں بھی جاری ہے۔ چنانچہ ایک نہایت اہم معاشرتی مسئلہ آیت ۳۱ میں زیر بحث آیا ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ میں اپنا اور اپنے بچوں کا رازق ہوں' میں محنت کر رہا ہوں اور انہیں روزی فراہم کر رہا ہوں۔ حالانکہ اصل میں رازق اللہ تعالیٰ ہے اور جملہ زندہ مخلوقات اللہ کے کنبے اور عیال کی مانند ہیں۔ وہ تو جانوروں' چوپائیوں اور کیڑوں مکوڑوں کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ اگرچہ آج کے دور میں یہ تو نہیں ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح اولاد کو زندہ درگور کر دیا جاتا ہو یا قتل کیا جاتا ہو البتہ مفلسی کے خوف سے اسقاط کا معاملہ ہمارے ہاں بھی رائج ہے۔ یہ یقینی طور پر قتل اولاد ہی کی ایک شکل ہے' چنانچہ اس کی ممانعت فرما دی گئی کہ ایسا مت کرو۔ ہم اگر تمہیں رزق دیتے ہیں تو کیا تمہاری اولاد کو نہیں دے سکتے! اگلی آیت میں یہ تاکیدی ہدایت آئی:

''اور زنا کے قریب نہ جاؤ' کیونکہ یہ بے حیائی اور برا راستہ ہے''۔

(آیت:۳۲)

یہ بھی معاشرتی اعتبار سے بہت اہم بات ہے۔ اسلامی معاشرہ میں زنا کے جو بھی راستے ہیں ان کا سدباب کیا جائے گا اور یہ اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ زنا مت کرو بلکہ حکم ہے کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ یعنی فحش لٹریچر' مخلوط معاشرت' مخلوط تعلیم یہ سب چیزیں جو زنا کے راستے پر لے جانے والی ہیں' اسلامی معاشرے میں ان سب پر پابندی ہے۔ یہاں تو ستر اور حجاب کی پابندی ضروری ہے۔ مخلوط معاشرت کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اسلام میں مردوں کا دائرہ کار الگ ہے' عورتوں کا الگ ہے۔ خواتین کو اگر کام بھی کرنا پڑے تو وہ ستر و حجاب کی پابندی کے ساتھ کریں۔ اگر ان کے لئے کچھ صنعتی Units بنانے پڑیں تو اسلامی معاشرے میں ایسے Units ہوں گے جہاں کام کرنے والی اور کام لینے والی Supervisor بھی خواتین ہوں۔ ہمارے معاشرے میں یہ بہت بڑا تضاد ہے' خاص طور پر پڑھے لکھے طبقات میں۔ اس دور میں نفسیات کے میدان میں فرائڈ کو بہت مانا جاتا ہے۔ اس کی عظمت کے سب قائل ہیں۔ واقعتاً وہ بہت بڑا نفسیات دان تھا۔ اس کی تعلیمات کا خلاصہ کیا ہے! انسان میں جو سب سے زیادہ قوی جذبہ محرکہ ہے وہ جنسی جذبہ ہے۔ اس کی بات اگر صحیح تسلیم کر لی جائے تو اس کا منطقی تقاضا تو یہ ہے کہ بھائی اور بہن کے درمیان میں بھی پردہ ہونا چاہئے۔ عملاً ہوتا یہ ہے کہ نام نہاد روشن خیال لوگ یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ پردہ تو مولویوں کے ذہن کی اختراع ہے' پردہ تو بس نظر کا ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ بہت بڑا تضاد اور خود فریبی ہے۔ اگر فرائڈ کی بات صحیح ہے تو پھر تو پردے کا بہت زیادہ اہتمام ہونا چاہئے۔ ان اسلامی تعلیمات کا اصل مقصود زنا کے راستے کو بند کرنا ہے۔ اس لئے کہ جہاں زنا کا راستہ کھل گیا وہاں آپ کا فیملی سسٹم تباہ و برباد ہو جائے گا۔ معاشرہ سنڈاس بن جائے گا۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے پر اعتماد نہیں رہے گا۔ گھر کا ماحول تباہ ہوگا۔ بچوں کی تربیت ایک مریضانہ اور مجرمانہ ماحول میں ہوگی۔ فیملی سسٹم ختم ہو جائے تو پورا معاشرہ گندگی کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ آگے فرمایا:

''اور کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہو مگر یہ کہ حق کے ساتھ۔ جو کوئی شخص ناحق قتل کیا جائے تو اس کے ولی کو ہم نے پورا اختیار دیا ہے۔ لہٰذا اسے قتل میں زیادتی نہ کرنا چاہئے۔ یقیناً اسے مدد دی جائے گی''۔

(آیت:۳۳)

قتل ناحق بہت بڑا گناہ ہے۔ اسلامی معاشرے میں ہرگز کسی بھی اعتبار سے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اگر کسی نے یہ جرم کیا ہے تو قاتل کو پکڑے اور اسے مقتول کے ورثا کے سامنے پیش کرے۔ مقتول کے ورثا کو قاتل کے بارے میں اختیار دینے میں جو مصالح اور خیر پوشیدہ ہے' اس کا ہم اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مقتول کے ورثا میں جذبۂ انتقام ہوتا ہے۔ اس جذبہ انتقام میں وہ ذہنی اور نفسیاتی طور پر Abnormal ہوتے ہیں جب تک کہ قاتل دستیاب نہیں ہو جاتا ہے۔ ہاں ان کے انتقام کی آگ سرد ہو سکتی ہے کہ آپ کہیں یہ قاتل تمہارے حوالے ہے۔ چاہو تو اس کی گردن اڑا دو چاہو تو اللہ کے لئے اس کی جان بخش دو۔ اس میں تمہیں ثواب ملے گا اور چاہو تو خون بہا لے کر چھوڑ دو۔ مقتول کے ورثا کو بھی معلوم ہے کہ اختیار ہمارا ہے' ہم جان بخشی کر رہے ہیں اور اس سے معاشرے میں خیر و برکت پھیلے گی۔ اگر ورثاء کی اپنی حالت اچھی نہیں ہے تو کوئی bargain ہو جائے۔ کوئی دیت لی جائے۔ یہ سارا اختیار مقتول کے ورثاء کو ہے۔ اسلامی حکومت کا کام یہ ہے کہ ورثا جو فیصلہ کریں اس کو نافذ کرائے۔ یہاں ایک بات یہ آئی ہے کہ کسی بھی انسان کا' کسی بھی مسلمان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے مگر حق کے ساتھ۔ یعنی بعض صورتوں میں انسان کی جان بھی لی جاتی ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ لیجئے کہ جان لینے

کا اختیار بھی کسی فرد کا نہیں ہے۔ وہ صرف ریاست کو حاصل ہے۔ اور وہ کن شکلوں میں لی جا سکتی ہے ان کو حضور ﷺ نے متعین کر دیا ہے۔ ایک شکل تو یہی ہے کہ قاتل پکڑا جائے اور مقتول کے ورثاء یہ تقاضا کریں کہ اس کی جان لی جائے۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ دوسرا شخص شادی شدہ زانی ہے جس کی سزا بھی قتل ہے' رجم ہے۔ اور تیسرا مرتد ہے جو جماعت کو چھوڑنے والا ہے۔ اس کی بھی جان لی جائے گی۔ اگر واقعی کسی کو اسلام چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرنا ہے تو ٹھیک ہے وہ اسلامی حدود سے نکل جائے' باہر جا کر مرتد ہو۔ یہاں پر رہتے ہوئے وہ مرتد ہو گیا تو پھر شریعت میں یہی سزا ہے۔ علاوہ ازیں حربی کافر کو میدان جنگ میں قتل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اسلامی ریاست میں جو غیر مسلم بن کر رہ رہے ہیں' ان کی جان بھی اتنی ہی محترم ہے جتنی کہ ایک مسلمان کی۔ یہ نہیں کہ کوئی کافر' ہندو نظر آیا۔ آپ کے ہاتھ میں تلوار ہے تو اس کی گردن اڑا دیں۔ صرف حربی کافر جس کے ساتھ وار declare ہو چکی ہے' صرف میدان جنگ میں اسے آپ قتل کر سکتے ہیں۔ راہ چلتے کسی کافر کو قتل کر کے ثواب لینے کی کوشش کریں گے تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ قاتل کے ولی یا ورثا کو جو اختیار دیا گیا ہے ان کو بھی ہدایت ہے کہ زیادتی نہ کریں۔ اس زیادتی کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔ ایک قتل ہوا اور دوسری فیملی تقاضا کرے کہ یہ ہم سے کم تر ہے لہٰذا اس خاندان کے دو افراد قتل کئے جائیں۔ جاہل معاشرے میں یہ رواج تھا۔ یہ اسراف فی القتل ہے۔ لہٰذا ایسا کوئی مطالبہ نہیں مانا جائے صرف قاتل کی جان لی جائے گی اور دوسرے یہ کہ اس کو اذیت دے کر قتل کرنا بھی صحیح نہیں۔ صرف اس کی گردن اڑا یا جو بھی معروف طریقے ہیں ان کو اختیار کرو۔ لیکن کوئی زیادتی تمہاری طرف سے نہ ہو۔

ان شاء اللہ چوتھے رکوع کی بقیہ آیات کا مطالعہ آئندہ جمعہ ہوگا ○○

انجمن خدام القرآن سندھ کی شائع کردہ نئی کتاب

چہرے کا پردہ

حال و مستقبل کے اسلامی معاشرے کی رہنمائی کیلئے
مفکرین و علماء اور مشائخ کی گرانقدر تحریروں کا مجموعہ

مرتبہ: انجینئر نوید احمد

عمدہ طباعت' مضبوط جلد' صفحات: 152' قیمت -/72 روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون: 03-5869501

''اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے''

تنظیم اسلامی کے تاسیسی ارکان میں سے ایک نہایت معزز رکن جناب نجیب صدیقی صاحب جو اپنی عمر کے اعتبار سے شاید تنظیم میں بزرگ ترین بھی تھے' گزشتہ دنوں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. صدیقی صاحب تنظیم کے ان اکابرین میں شامل تھے جو تنظیم کی تاسیس سے قبل جماعت اسلامی میں بھی فعال رکن کے طور پر شامل رہے۔ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی طرح صدیقی صاحب بھی ۱۹۵۷ء کے اجتماع ماچھی گوٹھ میں جماعت اسلامی سے نکلنے پر مجبور ہوئے۔ بعد ازاں امیر تنظیم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے۔ وہ ایک عرصہ تنظیم اسلامی سکھر کے امیر رہے۔ اب گزشتہ چند برسوں سے وہ کراچی مقیم تھے اور گردوں کے ناکارہ ہو جانے کے باعث شدید علیل تھے۔ اللھم اغفرلہ و ارحمہ و ادخلہ فی رحمتک و حاسبہ حساباً یسرا

یہ مصرع بارہا سنا لیکن اس میں پوشیدہ کیفیت کا ادراک اس وقت ہوا جب محترم نجیب صدیقی کی رحلت کی اطلاع ملی۔ اس میں کیا شک ہے کہ میرے لئے ذاتی اعتبار سے اور تنظیمی حلقے کے اعتبار سے بھی ان کی وفات حسرت آیات پر یہ مصرعہ واقعتاً صادق آتا ہے۔ میں نے پہلا ذاتی دکھ محسوس کیا تھا مشفق و مربی شیخ جمیل الرحمٰن کی وفات پر۔ یہ دو حضرات تو میرے معنوی استاد تھے۔ آج میرا وہ زخم جو شیخ صاحب کی رحلت سے لگا تھا' دوبارہ تازہ ہو گیا ہے۔ بے شک محترم نجیب صدیقی کی وفات حسرت آیات ہی ہے۔ اللہ کی آیات کا مشاہدہ میں نے مرحوم کی چار سالہ علالت

محمد سمیع

کے دوران دیکھا ہے۔ عمر کے اس آخری حصے میں ہر دوسرے دن ڈائلاسس کے عمل سے گزرنا کتنا کرب ناک ہوتا ہوگا' ہم اس کا تصور تو نہیں کر سکتے البتہ ان کی روز بروز بڑھتی ہوئی نقاہت سے محسوس ضرور ہوتا تھا۔ لیکن اللہ کا وہ بندہ صبر و وفا کا پیکر تھا۔ مجال ہے جو لب پر کبھی شکوہ کے الفاظ آئے ہوں۔ جب بھی خیریت دریافت کی' یہی کہا اور مسکراتے ہوئے کہا کہ لاکھوں سے بہتر ہوں' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اور کیوں نہ وہ اللہ تعالیٰ کے مشکور ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سعادت مند بیٹوں اور بیٹیوں سے نوازا تھا۔ آخر وہ بھی ان ہی کی اولاد ہیں۔ اپنے والد مرحوم کی طرح صابر و شاکر' خدمت کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا' کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائے بلکہ کبھی مرحوم نے ان کی تکالیف کا اظہار کیا تو فوراً جواب ملتا' ابا جی! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کی خدمت کا موقع ملا۔ بے شک سعادت مند اولاد خوش نصیبوں ہی کو میسر آتی ہے۔

تنظیم کے بزرگوں کے سلسلے میں ہمارے حلقے میں تو شاید یہ آخری فرد تھے' ایک آدھ اور ہوں گے لیکن تنظیم سے مثالی وابستگی کی مثال ع ''اب اسے ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر''۔ امیر محترم کا ہاتھ اول دن سے تھاما اور تادم آخر نبھایا۔ ان کی باتیں بھی ان کی تحریروں کی طرح شگفتہ ہوتی تھیں۔ جہاں امیر محترم سے اختلاف کرنا ہوتا' بقول امیر محترم ''ڈنکے کی چوٹ'' اس کا اظہار کرتے۔ جبھی تو امیر محترم نے انہیں لیڈر آف اپوزیشن کا خطاب دے رکھا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ امیر محترم! انقلابی جماعتیں اکیڈمیاں تعمیر نہیں کیا کرتیں۔ بیعت کے نظام کے مسئلے پر جب امیر محترم نے نظر ثانی کا موقع فراہم کیا تو وہ واحد شخص تھے جنہوں نے دستوری نظام کی حمایت کی تھی۔ امیر محترم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ غالباً کسی عمرے کے موقع پر امیر محترم کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے تو ان کی قراءت سے مرحوم پر اتنی رقت طاری ہو گئی تھی کہ زار و قطار رونے لگے۔ کہتے تھے کہ میرے لئے آنسو ضبط کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ ان کے لبوں پر امیر محترم کے لئے ہمیشہ دعائیں رہتی تھیں۔ گزشتہ چار برسوں کے دوران میرا ان سے مسلسل رابطہ رہتا تھا' اکثر ٹیلی فون پر اور کبھی کبھی ان کی رہائش گاہ پر۔ تنظیم کی خبریں سننے کے لئے بے چین رہتے تھے۔ کہتے تھے بھائی سمیع آپ لوگ کتنے خوش قسمت ہیں کہ تنظیم کے لئے کام کر رہے ہیں۔ میں ان سے کہا کرتا تھا کہ آپ ہمارے لئے دعا کیا کریں' کہتے ہیں اللہ تعالیٰ مریض کی دعا قبول فرماتا ہے۔ آج ہم ان کے لئے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات کے صلے میں انہیں آخرت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور ہمیں اس راہ میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

''ظلم رہے اور امن بھی ہو!''

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

امریکہ میں چار جہاز اغوا کر لئے گئے۔ ان میں سے دو جہاز نیویارک میں قائم دنیا کی عظیم ترین عمارت ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دونوں ٹاورز سے ٹکرا دیئے گئے اور ایک جہاز امریکی وزارت دفاع کی عمارت پینٹاگون سے ٹکرا گیا جبکہ چوتھا جہاز کسی عمارت سے ٹکرائے بغیر تباہ ہو گیا۔ امریکی اور یورپی میڈیا اسے امریکہ پر حملہ قرار دے رہا ہے۔ صدر بش نے امریکی قوم سے خطاب کرتے ہوئے اسے بدترین دہشت گردی اور ظالمانہ کارروائی قرار دیا ہے۔ ابھی تک جانی و مالی نقصان کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکا البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں پچاس ہزار افراد اکثر و بیشتر موجود ہوتے ہیں۔ یہ ۱۱۰ منزلہ عمارت ہے جو بالکل زمین بوس ہو گئی۔ جہاں تک پینٹاگون کی عمارات کا تعلق ہے' خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اگرچہ شدید نقصان پہنچا

دہشت گردی کی امریکی تعریف
تضادات کا مجموعہ ہے

ہے البتہ وہ مکمل طور پر تباہ نہیں ہوئیں۔ یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ اس موقع پر وہاں کتنے افراد موجود تھے۔ بہر حال ایسی انتہائی اہم جگہ پر ہزاروں افراد کا موجود ہونا معمول کی بات ہے۔ پینٹاگون پر حملہ امریکہ کے دفاعی مرکز پر حملہ ہے۔ وہ پینٹاگون جس کی ہیبت ایک عالم پر طاری تھی اور جس نے سوویت یونین جیسی سپر پاور کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا' چند ہائی جیکروں کے سامنے بے بس نظر آیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مہذب معاشرے کا کوئی فرد دہشت گردی جیسے مذموم اور نفرت انگیز فعل کی تائید نہیں کر سکتا لیکن دنیا ابھی دہشت گردی کی صحیح تعریف معین نہیں کر سکی۔ امریکی اور مغربی دنیا صرف اس متشددانہ کارروائی کو دہشت گردی قرار دیتی ہے جو کسی قائم شدہ حکومت کے خلاف کی جائے' اس استثناء کے ساتھ کہ یہ حکومت ان کی تسلیم شدہ نہ ہو اور وہ کسی روگ کنٹری کی حکومت نہ ہو' مثلاً اگر کوئی فلسطینی بم باندھ کر کسی فوجی اڈے یا سویلین مقام سے ٹکرا جائے اور اس سے جانی و مالی نقصان ہو جائے تو یہ دہشت گردی ہے جبکہ اگر اسرائیلی ٹینک فلسطینیوں کو روندتے ہوئے گزر جائیں اور میزائل مار کر ٹارگٹ کلنگ کا شغل کریں تو یہ دہشت گردی نہیں ہے۔ اسی طرح بھارت اگر کشمیر میں بستیوں کی بستیاں جلا دے' عورتوں کی بے حرمتی کرے' زیر حراست نوجوانوں کی نعشیں بازاروں اور کھیتوں سے ملتی رہیں تو امریکہ کو کوئی اعتراض نہیں اور اگر کشمیری نوجوان روز روز کی موت اور ذلت کی زندگی سے تنگ آ کر بھارت کی وحشیانہ قوت سے ٹکرا جائیں اور چند بھارتی فوجیوں کی موت کا باعث بن جائیں تو یہ دہشت گردی

ابوالحسن

ہے۔ چیچنیا میں روس جیسے چاہے وحشیانہ کھیل کھیلے' چیچن مجاہد کوئی جوابی کارروائی کریں تو یہ دہشت گردی ہے۔ افغانستان کے معاملے میں امریکی کردار خاص طور پر تضادات کا شکار نظر آتا ہے۔ دنیا میں سپریم پاور بننے کے لئے اور مد مقابل سپر پاور سوویت یونین کو زیر کرنے کے لئے افغانستان میں جہادی تنظیمیں بڑی چہیتی ہیں' اسامہ بن لادن ہیرو ہیں لیکن حصول مقصد یعنی سوویت یونین کی شکست فاش کے بعد یہی تنظیمیں دہشت گرد اور اسامہ بن

اللہ تعالیٰ نے انسانی تاریخ میں کئی مرتبہ
ہاتھیوں کو چیونٹیوں سے مروایا ہے

لادن انتہائی خطرناک اور وحشت کی علامت ہے۔ طالبان تحریک کی آغاز میں حمایت و تائید کی جاتی ہے لیکن یہی تحریک جب افغانستان میں اسلام کے نفاذ کی حقیقی کوشش کرتی ہے تو انسانیت اور مہذب معاشرے کی دشمن قرار پاتی ہے اور اسے دہشت گردوں کی سرپرست حکومت قرار دیا جاتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی قوت حق اور انصاف سے آنکھیں بند کر کے اپنے ملکی' قومی' مذہبی یا نسلی مفادات کے حصول کی خاطر ظلم و جبر کرے اور اپنی طاقت کو وحشیانہ تشدد کے لئے استعمال کرے تو یہ دہشت گردی ہے چاہے یہ قوت ریاست کی سطح پر ہو یا منظم گروپس کی صورت میں ہو۔ امریکی معاشرہ' اس کے دانشور اور امریکی حکومت یہ سادہ سی بات بھی سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جب آپ کسی کو دیوار سے لگا دیں گے' اس پر ظلم و ستم کریں گے اور نکلنے کے لئے اسے باعزت راستہ نہیں دیں گے تو وہ ہرچہ باداباد کے انداز کو اپنا کر اپنی جان پر کھیل جائے گا اور ظالم کو اپنے تئیں جتنا نقصان پہنچا سکے گا' پہنچائے گا۔ اسے اگر مرنا ہی ہے اور

جب کسی کو دیوار سے لگا دیا جائے
تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے

ذلت ہی اٹھانی ہے تو اس سے جو بن پڑے گا' وہ کرے گا۔ آپ جتنا چاہے دہشت گردی اور وحشیانہ پن کا واویلا کریں' وہ حالت جنگ میں ہے۔ اس کی موت سامنے کھڑی ہے' اس کی عزت داؤ پر لگی ہے' زندگی اس کے لئے جہنم بنا دی گئی ہے' وہ آپ کے خوبصورت لیکچر سننے کی بجائے اپنے ساتھ ہونے والے طرح طرح کے ظلم کا بدلہ لے گا۔ اپنا اپنا انداز جنگ ہے اور اپنے اپنے مفادات ہیں۔ امریکی سرپرستی میں فلسطینیوں کو بے گھر کر دیا جائے' وہ کیمپوں میں غیر انسانی زندگی بسر کر رہے ہوں اور اسرائیل امریکہ کی سرپرستی میں یہود کی آباد کاری کے منصوبے بنا رہا ہو' فلسطینیوں کے انتہائی مقدس مقام کو کبھی نذر آتش کیا جائے کبھی وہاں جوتیوں سمیت اسرائیلی فوجی داخل ہو کر اس کی حرمت پامال کریں' اپنے جوانوں کے جنازوں کو کندھا دے دے کر وہ اعصابی اور ذہنی لحاظ سے چکنا چور ہو چکے ہوں تب وہ

امریکہ سے پوچھیں کہ بتاؤ تہذیب کیا ہے کہ ہم اسے اختیار کریں اور دہشت گردی کیا ہے کہ ہم اس سے بچیں۔ یہ ایک ترقی یافتہ اور سیاروں کو مسخر کرنے والی قوم کی بچگانہ بلکہ احمقانہ سوچ ہے۔ کہاوت ہے کہ بلی جیسا معصوم بزدل اور انسان سے ڈرنے والا جانور بھی جب محصور ہو جاتا ہے تو اپنے پنجوں سے دشمن پر حملہ کر دیتا ہے۔

ہمیں امریکہ میں اس قیامت خیز سانحہ پر دکھ ہوا ہے۔ انسانی جان کا تلف ہونا بھی خوش کن نہیں ہو سکتا لیکن خود کردہ را علاجے نیست۔ امریکہ کے خلاف مسلمان ممالک میں مظاہرے ہوئے' کالم بلکہ کتابیں لکھی گئیں' تقاریر کے ذریعے امریکہ کو افغانستان' فلسطین اور کشمیر میں ظلم وستم کی سرپرستی پر ٹوکا گیا لیکن خود امریکہ کے انتہائی اہم عہدوں پر فائز ذمہ دار لوگ فخریہ انداز میں یہ کہتے رہے کہ امریکہ اب ایک مست ہاتھی ہے' جو اس کے سامنے آئے گا روندا جائے گا۔ اگرچہ اس سانحہ نے امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور بے شمار مالی و جانی نقصان ہوا ہے لیکن امریکی قوت میں تو کوئی ایسی قابل ذکر کمی واقع نہیں ہوئی۔ امریکہ کے سامنے اس وقت دو راستے ہیں۔ پہلا یہ کہ اپنے جن دشمنوں

امریکہ کو اپنی قوت حق وانصاف کے قیام میں صرف کرنی چاہئے

پر اسے شک ہے کہ یہ ہلاکت خیز کارروائی انہوں نے کی ہے انہیں تہس نہس کر دے۔ اپنی عسکری قوت کی بنیاد پر اپنے دشمنوں کے نام ونشان مٹانے کی کوشش کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے لئے یہ سب کچھ کر گزرنا کوئی دشوار نہیں ہے۔ لیکن اس وقت بھی اُس کا دعویٰ تھا کہ دنیا کے کسی حصے میں رینگتی ہوئی چیونٹی بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکتی' اس کی خفیہ ایجنسیاں زمین کے پیٹ سے اور آسمان کے اوپر سے خفیہ منصوبے برآمد کر لیتی ہیں اور آئندہ اگر اس نے حفاظتی معاملات کو اور مضبوط بنا لیا تب بھی مظلوم کی آہ آسمان کا سینہ چیر کر گزر سکتی ہے لہٰذا اس کے لئے ایک دوسرا راستہ بھی ہے کہ وہ سوچے اور غور کرے کہ حق اور انصاف کیا ہے اور اپنی قوت کو حق اور انصاف قائم کرنے اور باطل کو مٹانے کے لئے استعمال کرے۔ اور آخری اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ خالصتاً دنیوی نقطہ نظر سے بھی غور کرے کہ سوا کروڑ یہودیوں کی خاطر وہ سوا ارب مسلمانوں کو اپنا دشمن کیوں بنا رہا ہے۔ وہ اس اسرائیل کی سرپرستی پر کیوں مرا جاتا ہے جو دنیا کے نقشہ پر بڑی مشکل سے ڈھونڈا جاتا ہے؟ وہ دنیا کے کونے کونے میں موجود پچپن مسلمان ممالک کو یہودیوں کی خاطر اپنا دشمن کیوں بنا رہا ہے؟ وہ یہودیوں کی حفاظت کے لئے ساری دنیا میں امریکیوں کو موت کے خوف میں کیوں مبتلا کر رہا ہے؟

اگر امریکہ نے کوئی خوں ریز جوابی کارروائی کی تو کیا وہ مسلمانوں کے دلوں میں محبت پیدا کر لے گا؟ کیا جوابی کارروائی سے کرۂ ارض پر تمام مسلمانوں کا خاتمہ کر سکے گا؟ کیا اس کی جوابی کارروائی سے جہادی تنظیموں کو مزید عوامی ہمدردی اور حمایت حاصل نہیں ہو جائے گی؟ کیا وہ یہ امید رکھتا ہے کہ اس کی جوابی کارروائی سے جواب در جواب نہیں آئے گا؟ کیا چھاپہ مار کارروائیوں سے دنیا بھر میں امریکی ہر وقت خوف میں مبتلا نہیں ہو جائیں گے جس سے وہ نفسیاتی مریض بن سکتے ہیں؟ کیا امریکہ ہر مسلمان کے سر پر تلوار لے کر کھڑا ہو جائے گا؟ امریکہ یہ بھی سوچے کہ اگر وہ یہودی اقلیت کی بجائے عرب عوام کو اپنا حقیقی دوست بنا لے تو کیا وہ مشرق وسطی میں اپنے مفادات کی زیادہ بہتر حفاظت نہیں کر سکے گا۔ اگر امریکہ اسامہ کے حوالہ سے افغانستان کے خلاف جوابی کارروائی کرتا ہے تو کیا ہو گا! وہ افغانی جو ہر وقت بھوک اور بموں کے دھماکوں سے موت کے آس پاس ٹہلتے رہتے ہیں ان میں سے چند ہزار افغانیوں کو موت سے ملا دے گا۔ چند عمارتیں جو کابل اور قندھار میں رہ گئی ہیں انہیں ملبے کا ڈھیر بنا دے گا۔ لیکن اس کارروائی سے کتنے ہزار اسامہ پیدا ہو جائیں گے اور نفرت کا لاوا ابل کر کیا رنگ دکھائے گا اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا لہٰذا امریکی حکومت کو ٹھنڈے دل سے ان سوالات پر غور کرنا ہو گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انتقامی جذبے سے مغلوب کارروائی وقتی طور پر تو تسکین آمیز ثابت ہو لیکن ہمیشہ کا دردِ سر مول لے لیا جائے۔ امریکہ کو یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ انسانی تاریخ میں بڑی بڑی عظیم مملکتیں اور قومیں گزری ہیں' اپنے وقت میں ان کی دہشت اور ہیبت سے ساری دنیا کانپتی تھی لیکن وہ ایسی نیست ونابود ہوئیں کہ نام ونشان تک نہ رہا۔ ظاہری وسائل واسباب کو نگاہ میں رکھ کر وحشت اور بربریت پر اتر آنا بھی سود مند ثابت نہیں ہو سکتا۔ ربّ کائنات نے انسانی تاریخ میں کئی مرتبہ ہاتھیوں کو چیونٹیوں سے مروایا ہے۔ سرخرو ہونے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہر معاملے میں حق وانصاف کا دامن تھام لیا جائے اور اس معاملے میں اپنے اور بیگانے کی تمیز نہ کی جائے۔ مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ جنگ کے دائرے کو افواج اور جنگی تنصیبات تک محدود رکھیں۔ ہم آخر میں ایک بار پھر دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتے ہیں لیکن جب تک دہشت گردی کی صحیح اور درست تعریف متعین نہیں ہو گی دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ ظلم اور امن ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ اگر کوئی ظلم کی موجودگی میں امن کی خواہش رکھتا ہے تو وہ خود فریبی میں مبتلا ہے۔

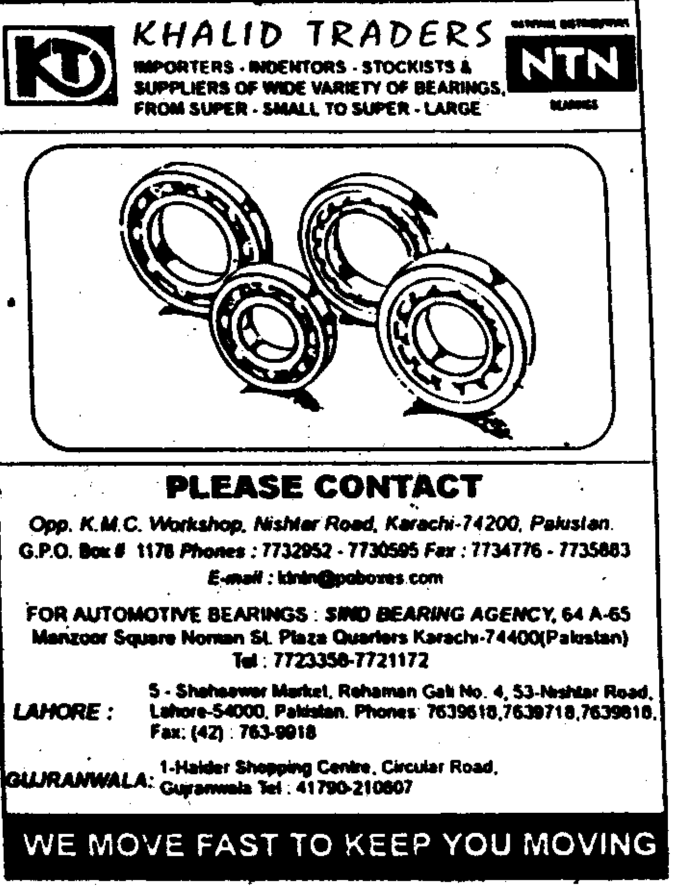

غلبۂ دین حق کی مرحلہ وار جدوجہد (4)

(آغاز سے انجام تک)

تحریر: محمد یونس جنجوعہ

امید کی کرن اور خوف کے سائے

مگر ایسے حالات میں رسالت مآب ﷺ کی بتائی ہوئی پیشین گوئی ہمت کو جوان اور دل کو حوصلہ دیتی ہے کہ غلبہ اسلام کا دور یقیناً آئے گا اور جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دور میں تمام کامیابیاں ایثار و قربانی اور جہاد و قتال کے ذریعے حاصل ہوئیں اور اس راہ میں مومنین صادقین کو جانوں کا نذرانہ دینا پڑا اسی طرح اب بھی غلبہ اسلام مسلمانوں کی جدوجہد' سرتوڑ کوشش اور جذبہ جہاد کے نتیجہ میں ہی قائم ہوگا۔ مسند احمد بن حنبلؒ میں حضرت نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مسلمانو! تمہارے اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب اللہ چاہے گا اس نبوت کو اٹھالے گا۔ پھر نبوت ہی کے نہج پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر ایک دور ملوکیت آئے گا اور یہ کاٹ کھانے والی ملوکیت ہوگی۔ یہ دور بھی اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھالے گا۔ پھر ایک اور ملوکیت آئے گی' وہ مجبوری والی ملوکیت ہوگی یعنی اس ملوکیت میں امت مسلمہ نہ صرف غیروں کی زیر دست ہوگی بلکہ اُن کے ظلم و جور کا نشانہ بنی رہے گی۔ پھر اس کو بھی اللہ جب چاہے گا اٹھالے گا۔ **پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور آئے گا"۔**

یہ ہے وہ نوید جاں فزا جو مایوس کن حالات میں بھی ہمیں پُر امید رکھتی ہے۔ یہ حضور ﷺ کے الفاظ ہیں۔ ہمارا گہرا ایمان و یقین ہے کہ جو کچھ آپؐ نے فرمایا ہے یہ اٹل ہے اور ہو کر رہے گا۔ دور نبوی کے بعد آپؐ نے پہلے دور کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ فرمایا تو تاریخ گواہ ہے کہ یہ خلافت راشدہ تھی جو کہ حضرت علیؓ کی وفات پر ختم ہوگئی۔ اس کے بعد ملوکیت کا دور دورہ رہا' یعنی مسلمان بادشاہ یا خلیفہ کے نام سے حکمران رہے۔ اس دور میں مسلمان رعایا مسلمان حکمرانوں کے ماتحت رہی۔ یہ کاٹ کھانے والی ملوکیت ہو گی۔ یہ دور بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ اس کے بعد کے دور کو مجبوری کی ملوکیت کہا گیا ہے۔ یہ وہ دور ہے جب مسلمانوں پر غیر مسلم اقوام کو حکمرانی حاصل رہی۔ مسلمانوں کو کفار کی غلامی میں رہنا پڑا۔ ان سے رحم کی اپیلیں کرنا پڑیں۔ ان کے ججوں سے فیصلے کرانے پڑے۔ ان کی خوشامدیں کرنا پڑیں۔ ان کی چاکریاں کرنی پڑیں۔ یوں مسلمانوں پر یہ ذلت و خواری کا دور تھا۔ اب یہ دور بھی گزر گیا۔ تمام مسلم ممالک ایک ایک کر کے آزاد اور خود مختار ہوئے۔ حکمران بھی مسلمان' رعایا بھی مسلمان۔ عدالتیں اور انتظامیہ مسلمانوں کی' قانون ساز ادارے مسلمانوں کے' قاضی اور وکیل مسلمان' مگر یہ آزادی اور خودمختاری برائے نام ہے۔ حقیقت میں یہ جبر کی ملوکیت کا بدترین دور ہے' وہ اس طرح کہ مسلمان ممالک بظاہر تو اقوام مغرب کے تسلط سے نکل چکے ہیں لیکن اصلاً ابھی بھی ان کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ مسلمان ممالک کو اپنی پالیسیوں کی مغرب سے توثیق کرانا پڑتی ہے۔ اپنے دفاع میں وہ خود کفیل نہیں۔ معاشی نظام سود کی لعنت میں بری طرح جکڑا ہوا ہے۔ کئی مسلم ممالک تو ایک طرح سے یورپی ممالک کے ہاں مرہون ہیں۔ ان کا بال بال قرضے میں جکڑا ہوا ہے۔ اپنی ملکی پالیسیاں بناتے وقت آئی ایم ایف کی منظوری کے بغیر انہیں چارہ نہیں۔ چنانچہ وہاں سے مہنگائی برپا کرنے کا جو حکم ملتا ہے' اسے قبول کر کے عوام کو مصیبت میں ڈال دینا ان کی مجبوری ہے۔ پس یہ آزادی نہیں بلکہ بدترین غلامی ہے تو یہ بھی دراصل مجبوری کی ملوکیت ہی ہے۔ معنوی اعتبار سے تقریباً سبھی مسلم ممالک مغربی ممالک کے زیر تسلط ہیں۔ اب اس کے بعد اور کسی دور کا ذکر نہیں۔ بس اب جو دور آئے گا تو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہی کا آئے گا اگرچہ اس کے لئے مسلمانوں کو کتنی ہی قربانیاں دینا پڑیں۔

موجودہ دور سعادت سے پہلے کے حالات

یہ دور سعادت نہ معجزانہ آئے گا اور نہ ہی آسانی سے۔ اس کے لئے مسلمان افرادی قوت کو مجتمع ہونا ہوگا۔ جدید ترین وسائل بروئے کار لانے ہوں گے۔ امت کے اندر اتفاق و اتحاد کی داغ بیل ڈالنا ہوگی۔ گویا گوہر مقصود کے حصول کے لئے منازل ہفت خواں طے کرنا ہوں گی۔ دورِ سعادت کی آمد سے متصل حالات و واقعات بھی ہمیں روایات میں ملتے ہیں جن کی خبر آنحضرت ﷺ نے دی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ **مغضوب علیہم** امت کے ہاتھوں اس بدعمل امت مسلمہ کی پٹائی ہوگی۔ یہ انتہائی خون ریز جنگ ہوگی جس میں مسلمان اور عیسائی ایک تیسری طاقت کے خلاف اتحاد کرلیں گے۔ یہ جنگ اور تصادم ناگزیر ہے۔ یہودی اس جنگ میں امریکہ ہی کے اتحادی ہوں گے کیونکہ امریکہ ہی کی سرپرستی میں یہودی اس قابل ہوئے کہ مشرق وسطی میں اثر ونفوذ قائم کرسکیں۔ اس جنگ کے بعد یہودی مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان نفرت پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ عیسائی اور یہودی مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے اور مسلمان بری طرح شکست کھا کر ذلیل وخوار ہوں گے۔ یہی موقعہ ہے کہ جب امت مسلمہ بے یارومددگار ہوکررہ جائے گی۔

ظہور مہدی

اس کے بعد حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔ وہ عرب کے ایک قائد اور راہ نما کی حیثیت سے ابھریں گے۔ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ وہ طواف کعبہ میں مصروف ہوں گے کہ لوگ ان کو پہچان لیں گے۔ وہ خود مہدی ہونے کا دعوٰی نہیں کریں گے بلکہ کوئی غیبی آواز اس امر کی نشاندہی کرے گی۔ اب مسلمان ان کی قیادت میں جمع ہوں گے اور عیسائی قوتوں کے ساتھ قتال کریں گے۔ تائید الٰہی ساتھ دے گی اور یہ لوگ عیسائیوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ جائیں گے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جب دجال اکبر کا ظہور ہوگا۔ اس کی غیر معمولی صلاحیتوں اور کرشموں کی خبر پوری دنیا میں آناً فاناً پھیل جائے گی۔ یہ شخص یہودی ہوگا اور تمام یہودیوں کی مسلح قوت اس کی پشت پر ہوگی۔ وہ پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوگا۔ عیسائی قوتیں اس کا ساتھ دیں گی۔ اور مسلمانوں کو ایک بار پھر بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ شدید نقصانات اٹھاتے ہوئے مہدی کی قیادت میں دمشق کی طرف مڑ جائیں گے۔ اس وقت حضرت مسیحؑ آسمان سے نازل ہوں گے۔

نزول مسیح اور عالمی غلبہ اسلام

اس بات پر تو قرآن مجید میں سورۃ النساء کی آیت ۱۵۷ شاہد ہے کہ حضرت مسیحؑ کو نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا گیا ہے بلکہ انہیں آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا ہے۔ اس ضمن میں صحیح احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں جن میں حضرت مسیحؑ کے آسمان سے نزول کا ذکر ہے۔ پھر تفصیلی واقعات ہیں جن کے بعد ان پر **کل نفس ذائقة الموت** کا فیصلہ ہوگا اور وہ وفات پا کر آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

(جاری ہے)

تنظیم اسلامی کے وفد کی افغانستان کے جشن آزادی میں شرکت

میجر (ر) فتح محمد

امیر محترم کے حالیہ دورۂ راولپنڈی و اسلام آباد کے موقع پر پاکستان میں افغانستان کے سفیر جناب عبدالسلام ضعیف نے ان سے ملاقات کی اور انہیں جشن آزادیٔ افغانستان میں شرکت کے لئے دعوت دی۔ یہ جشن ۱۹؍اگست کو منعقد ہونا تھا۔ امیر محترم نے اپنے دورۂ امریکہ کے باعث اس میں ذاتی طور پر شرکت سے تو معذرت کر لی تاہم اپنی نمائندگی کے لئے راقم کو نامزد کر دیا۔ راقم کے لئے یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا!

جشن آزادیٔ افغانستان اس آخری جنگ کی فتح کی یاد میں منایا جاتا ہے جس میں افغانوں نے برطانوی سامراج کو فیصلہ کن شکست دی تھی۔ یہ جنگ ۱۹۱۹ء میں ہوئی تھی جس کے نتیجے میں افغانستان کو انگریزی تسلط سے آزادی ملی۔ یہ جشن ظاہر شاہ کے دور میں بھی ہوتا تھا مگر تقریباً ۲۰ سال کے تعطل کے بعد پچھلے سال سے اس کا احیاء ہوا ہے۔ راقم کو دعوت نامہ حلقہ پنجاب (شمالی) کے ناظم جناب شمس الحق اعوان کی کمال مہربانی سے بذریعہ فیکس موصول ہوا۔ وفد کے دوسرے رکن کے لئے قرعہ فال رفیق محترم جناب محمد علی کے نام نکلا جو کہ امریکہ سے رجوع الی القرآن کورس کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دعوت نامہ موصول ہونے کے بعد پشاور میں افغانستان کے کونسل جنرل جناب مولوی نجیب اللہ سے رابطہ کیا گیا اور سفر کے انتظامات سے متعلق معلومات حاصل کی گئیں۔ ۱۸؍اگست کو صبح تمام مہمان افغان قونصلیٹ اکٹھے ہو گئے۔ ان میں جناب جنرل (ر) حمید گل اور جناب سلطان بشیر الدین محمود کے علاوہ ملک کی بعض دوسری دینی سیاسی جماعتوں کے نمائندہ حضرات بھی شامل تھے۔ تقریباً دس بجے قونصلیٹ کی طرف سے مہیا کردہ ٹرانسپورٹ میں طورخم کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت کے بعد طورخم کی سرحد پر پہنچے۔ امیگریشن کی کارروائی کے بعد قافلہ طالبان کی طرف سے مہیا کردہ گاڑیوں میں جلال آباد روانہ ہوا۔ جلال آباد میں وہاں کے قائم مقام گورنر جناب صدر اعظم ہمارے منتظر تھے۔ طعام اور نماز ظہر کے بعد وفد جلال آباد ایئر پورٹ پہنچا جہاں ایک بوئنگ طیارہ کابل لے جانے کے لئے تیار تھا۔ جلال آباد سے کابل کا سفر ۲۵ منٹ میں طے ہوا۔ کابل ایئر پورٹ پر چیف پروٹوکول افسر جناب عبدالغفور افغانی اپنے معاونین کے ہمراہ موجود تھے جو تمام حضرات کو کابل انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل لے گئے۔ یوں یہ سفر مقامی وقت کے مطابق شام ۵:۳۰ بجے اختتام پذیر ہوا۔

۱۹؍اگست کو صبح ۷ بجے وفد کے اراکین کو تین پرشکوہ مرسیڈیز کاروں اور ایک ہائی ایس ویگن میں عیدگاہ لے جایا گیا۔ شہر چھٹی کے کسی دن کا سا سماں پیش کر رہا تھا۔ جوں جوں ہم عیدگاہ کے قریب ہوتے گئے' گاڑیوں اور عوام کا ہجوم بڑھتا گیا حتیٰ کہ پارکنگ میں داخلے کے لئے گاڑیوں کی کئی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ وفد کے لئے مہمانوں کے انکلوژر میں خصوصی سیٹیں رکھی گئی تھیں جہاں ہم کو بڑے اہتمام کے ساتھ بٹھا دیا گیا۔ پریڈ کا آغاز مہمانان خصوصی کی آمد اور سلامی دستہ کی کارروائی سے ہوا۔ اس کے بعد تلاوت قرآن حکیم ہوئی اور پھر امارت اسلامی افغانستان کے امیر المومنین جناب ملا محمد عمر کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ پیغام میں سابقہ تاریخ کا حوالہ دے کر اسلام کی خاطر قربانیاں دینے والے شہداء اور غازیوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا تھا جبکہ آنے والے وقت میں عالم اسلام کے لئے دعا اور نیک خواہشات کا اظہار تھا۔ اس کے بعد پریڈ کی سلامی لینے کے لئے جناب مولوی محمد احسن اخوند اور جناب مولوی عبدالکبیر مشترکہ طور پر سلامی کے چبوترے پر آئے۔

سب سے پہلے پیدل اور ہوائی فوج کے دستے آئے۔ پھر زیر تربیت فوجی افسروں یعنی کیڈٹس نے سلامی دی۔ اس کے بعد ٹینک اور طیارہ شکن توپیں آئیں۔ پھر کسی وردی کے بغیر طالبان کے سپاہی ٹویوٹا گاڑیوں میں اپنے ہتھیاروں کے ساتھ گزرے جن میں بارود لگا ہوا تھا۔ یہ باہمی اعتماد کا ایک غیر معمولی مظاہرہ تھا کیونکہ اس قسم کی نمائشی پریڈ میں گولہ بارود اپنی اصلی حالت میں نہ تو ہتھیاروں میں ہوتا ہے اور نہ ہی سپاہیوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سکڈ میزائل، سٹنگر میزائل اور دور مار کرنے والے طیارہ شکن میزائل گزارے گئے۔ ۳ ہیلی کاپٹروں' دو جنگی جیٹ جہازوں اور ایک تربیتی جہاز نے ہوائی فوج کی نمائندگی کی اور کئی دفعہ نیچی پروازیں کیں —— ایک چھاتہ بردار دستہ بھی پریڈ گراؤنڈ میں اترا۔ یہ تقریب ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہی۔ عوام کی ایک بڑی تعداد نے اس پروگرام کو بڑے ذوق و شوق اور نہایت اطمینان سے دیکھا۔

بعد نماز ظہر غازی سٹیڈیم میں وزارت تعلیم کی جانب سے ایک تقریب تھی' جس میں عصری علوم کے تمام سکولوں کے طلبہ نے مارچ پاسٹ کیا۔ اس کے مہمان خصوصی چیف جسٹس تھے۔ اس پریڈ میں جوش و خروش اور نئے عزم و ولولے کا بھرپور اظہار ہوا' جسے عوام کی ایک بڑی تعداد نے دیکھا۔

بعد نماز مغرب تمام مہمانوں کے اعزاز میں ایک پرتکلف سرکاری ضیافت کا بندوبست کیا گیا تھا۔ یہ محفل طعام شاہی محل میں منعقد ہوئی جس میں تمام وزراء کے علاوہ چیف جسٹس بھی موجود تھے۔ یہاں فرشی نشست کا انتظام تھا۔ کھانے کے بعد جناب جنرل (ر) حمید گل نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آخر میں جناب عبدالکبیر نے وفود کا شکریہ ادا کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ طالبان امت مسلمہ کو ہرگز مایوس نہیں کریں گے۔ یہ تقریب رات ۱۲ بجے تک جاری رہی۔ ۲۰؍اگست کو وفد کے بیشتر ارکان نے واپسی کا قصد کیا۔ افغانی صاحب نے اطلاع دی کہ وفد کو مقامی وقت کے مطابق ۴ بجے بذریعہ طیارہ جلال آباد پہنچایا جائے گا۔ جلال آباد میں گاڑیاں ہماری منتظر تھیں جو ہمیں طورخم تک لے کر آئیں۔ مغرب کے وقت پاک افغان سرحد کو عبور کیا اور یوں یہ دورہ اختتام پذیر ہوا۔

اس پورے سفر کے دوران اسلام آباد میں افغان سفارت خانہ کے کارکن جناب مفتی یوسف ہمارے ساتھ رہے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی تالیف

ایجاد و ابداعِ عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک

تنزل اور ارتقاء کے مراحل

☆ حیاتِ ارضی کا ارتقاء ☆ تکمیل تخلیق آدم

☆ عطاءِ خلعت خلافت ☆ رحم مادر میں تخلیق آدم کے مراحل کا اعادہ

جیسے بہت سے اہم موضوعات پر قرآن و سنت کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ڈارون تھیوری کے باعث ذہنوں میں اٹھنے والے بہت سے سوالوں کے تسلی بخش جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

قیمت: ۲۴ روپے ☆ عمدہ طباعت ☆ صفحات: ۶۰

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

بیت المال کے امین

وسیم احمد

کوئی بھی مملکت چاہے وہ خداداد ہو یا خدا یاد' اس میں بیت المال کا محکمہ ضرور موجود ہوتا ہے جس کی بنیادی ذمہ داری معاشرے کے محروم طبقات مثلاً غرباء' مساکین' یتامیٰ الغرض کسی وجہ سے معاشی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے افراد کی کفالت کرنا ہوتا ہے۔ اس نیک کام کو باقاعدہ محکمہ کی صورت حضرت عمرؓ نے ۱۵ھ میں دی۔ بیت المال کا انچارج ''امین'' کہلاتا ہے۔ بیت المال کے ان امینوں نے واقعتاً امانت داری و دیانت داری کا حق ادا کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کئی برس تک بیت المال سے ایک پائی بھی حاصل نہیں کی تاہم صحابہ کرام نے ان کی تنگ دستی کو دیکھتے ہوئے بڑے اصرار سے اس قدر وظیفہ مقرر کر دیا جو انتہائی معمولی خوراک اور لباس کے لئے کافی ہو۔ لیکن شہنشاہ قناعت نے اس شرط پر قبول کیا کہ جب تک ضرورت ہے' لوں گا اور جب میری مالی حالت درست ہو جائے گی تو قطعاً کچھ نہیں لوں گا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ''میرا حق مسلمانوں کے مال میں اسی قدر ہے' جس قدر یتیم کے مال میں ولی کا ہوتا ہے۔'' قناعت کا یہ عالم تھا کہ کپڑے پھٹ جاتے تھے لیکن اس خیال سے کہ بیت المال پر بار نہ پڑے اسی پر پیوند پر پیوند لگاتے جاتے تھے۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو میں نے شمار کیا' ان کے تہبند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ بحرین سے مال غنیمت میں مشک و عنبر آیا تو اس کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لئے کسی ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کو عطریات کے وزن کرنے میں مہارت ہو۔ حضرت عمرؓ کی زوجہ محترمہ عاتکہ بنت زیدؓ نے کہا کہ میں اس کام کو کر سکتی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم سے یہ کام نہیں لوں گا کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ تمہاری انگلیوں میں جو کچھ لگ جائے گا اسے اپنے جسم پر لگاؤ گی اور اس طرح تمام مسلمانوں سے زیادہ میرے حصے میں آ جائے گا جس کا آخرت میں مجھے جواب دینا پڑے گا۔ ملک شام فتح ہونے کے بعد قیصر روم سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو چکے تھے۔ ایک دفعہ ام کلثومؓ (حضرت عمرؓ کی زوجہ) نے قیصر روم کی بیوی کو عطر کی چند شیشیاں بھیجیں۔ اس نے اس کے جواب میں شیشیوں کو ہیرے جواہرات سے بھر کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو فرمایا گو عطر تمہارا تھا لیکن جو قاصد لے کر گیا وہ سرکاری تھا اور اس کو بیت المال سے معاوضہ دیا جاتا ہے چنانچہ تمام ہیرے جواہرات ان سے لے کر بیت المال میں جمع کروا دیئے۔ خلیفہ چہارم حضرت علیؓ اپنے دور خلافت میں کوفہ تشریف لائے تو دارالامارات کی بجائے ایک میدان میں قیام فرمایا۔ استفسار کرنے پر فرمایا کہ میرے پیش رو حضرت عمرؓ نے ہمیشہ ہی ان عالی شان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا' مجھے بھی اس کی حاجت نہیں۔ کھلا میدان ہی میرے لئے کافی ہے۔ اس وقت جب قیصر و کسریٰ کی شہنشاہی مسلمانوں کے لئے زر و جواہر اگل رہی تھی' خلیفہ وقت ایک معمولی غریب کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ دستر خوان پر کھانا نہایت سادہ اور معمولی ہوتا تھا۔ ایک دفعہ عبداللہ بن زریر نامی ایک صاحب شریک طعام تھے۔ کھانا حسب معمول انتہائی سادہ تھا۔ کھانے کے بعد انہوں نے کہا' امیر المومنین آپ کو پرند کے گوشت کا شوق نہیں ہے۔ فرمایا' ابن زریر! خلیفہ وقت کو مسلمانوں کے مال میں سے صرف دو پیالوں کا حق ہے۔ ایک خود والی کو کھلائے' دوسرا خلق خدا کے سامنے پیش کرے۔ ایک دفعہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ''میری تلوار کا کوئی خریدار ہے؟ خدا کی قسم اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت ہوتی تو اس کو فروخت نہ کرتا''۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین آپ تلوار نہ بیچیں میں تہبند کی قیمت آپ کو قرض دیتا ہوں۔

ان ہستیوں کے اعلیٰ و ارفع اخلاق و کردار کی بدولت اسلام نے اس وقت کی سپر پاورز کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا اور دنیا کے حکمرانوں کے دل واقعتاً مسلمانوں کے نام سن کر کانپتے تھے۔ لیکن جب مسلمان معاشرے میں عدل و انصاف نام کی کوئی چیز نہ رہی' سرکاری مال شیر مادر اور سرکاری اختیار ذاتی اقتدار سمجھا جانے لگا' جھوٹ نے مصلحت کا روپ دھارا اور اقربا پروری حکمرانوں اور ان کے خوشامدیوں کا حق ٹھہری تو شاعر کو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ ؎

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

ہم نے اپنی ساری نفسانی خواہشات تو پوری کیں لیکن اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے لئے کچھ نہیں کیا۔ نتیجتاً دین اسلام سکڑتا چلا گیا اور کفر و شرک نے اپنے پنجے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

نامے میرے نام

محترم مدیر ندائے خلافت' السلام علیکم!

میں ہمیشہ تعجب کرتا ہوں کہ ہمارے سیاست کار صرف انتخاب کی بات کرتے ہیں تاکہ انہیں اقتدار ملے لیکن حکومت
وقت کو اس کی غلطیوں پر متنبہ نہیں کرتے۔ مغربی جمہوریت کا ووٹنگ کا طریقہ دراصل حکومت پر قبضہ کرنے کا طریقہ ہے
جس میں جاہل عوام کو بے وقوف بنا کر حکومت پر قبضہ کیا جاتا ہے اور جو سرمایہ داروں نے موروثی اور مفتوحہ سلطنتوں پر قبضہ
کرنے کے لئے ایجاد کیا۔ حکومت میں چپڑاسی کے لئے بھی کسی اہلیت کی شرط ہوتی ہے لیکن جمہوریت میں ووٹر اور
نمائندے کے لئے بلوغت کے علاوہ کوئی شرط نہیں کیونکہ اکثر سرمایہ دار خود جاہل ہوتے ہیں اور روپیہ بنانے کے ہنر کے
سوا کچھ نہیں جانتے۔ اسلام میں حکومتی عہدے اور ووٹ دونوں کے لئے اہلیت کا ہونا ضروری ہے۔ اسلامی فقہ کا فیصلہ
ہمیشہ یہ رہا ہے کہ حکومت کسی طرح بھی وجود میں آئے اس کی اطاعت کرو الا یہ کہ وہ اسلام سے بغاوت کرے اور اس کی
غلطیوں کی نشاندہی کرو۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ''مطالباتی سیاست'' کی اصطلاح بالکل درست فرمائی کہ یہی اسلامی طریقہ ہے۔ اس
وقت حکومت امریکہ اور یہودی بینکروں کے دباؤ کے تحت کئی غلط اقدامات کر رہی ہے اور اگر ان پر عمل درآمد ہو گیا تو
سیاست کار حکومت میں آنے کے بعد انہیں دور نہ کر سکیں گے کیونکہ ان کی پشت پر طاقتور حکومتیں ہوں گی۔ آج تک جنکو
سے ہماری جان نہیں چھوٹی۔ بیرونی لوگوں کو کاشت کیلئے ۵۰ سال کیلئے زمین دی جا رہی ہے' آئل فیلڈ دیئے جا رہے ہیں'
ٹیلی کمیونیکیشن جو کروڑوں روپے سالانہ کماتا ہے دیا جا رہا ہے' بینک دیئے جا رہے ہیں' بھارت سے تجارت کھولی جا رہی ہے
تاکہ ہمارا تاجر اور صنعت کار برباد ہو جائے۔ سرکاری ملازموں کو اتنی کم تنخواہ دی جاتی ہے کہ وہ رشوت یا لوٹ کھسوٹ پر
گزارہ کرتے ہیں۔ ڈالر جس کی کوئی قیمت مقرر نہیں ہے اور محض کاغذ کا پرزہ ہے اسے بین الاقوامی سکہ بنایا ہوا ہے وغیرہ۔

والسلام

لیفٹیننٹ کرنل محمد ایوب خان' لاہور کینٹ

☆ ☆ ☆

ندائے خلافت (۲۳ تا ۲۹ راگست) کا اداریہ ''مسلمانوں پر عالم کفر کی یلغار'' بہت ہی برمحل ہے' اگرچہ روئے سخن
''ملت اسلامیہ کی تمام قیادت'' کی طرف ہے تاہم یہ بات کھل کر دینی و مذہبی قیادتوں سے کہنی چاہئے کہ جن کا اوڑھنا
بچھونا اسلام ہے' وہ اپنا ''آج'' سنوارنے کے لئے پوری امت کا ''کل'' تباہ نہ کریں اور امریکی جارحانہ اقدامات کا نوٹس
لیں۔ ملت اسلامیہ کی حکمران قیادتوں کا جہاں تک تعلق ہے انہوں نے کبھی بھی ''عالم کفر'' سے لاتعلقی کی خواہش کا اظہار
نہیں کیا۔ لہٰذا ان سے کوئی ''گلہ'' یا ''توقع'' نہیں ہونا چاہئے۔

والسلام

ابو صالح' لاہور

تنظیم اسلامی کی تربیت گاہیں اور ہمارا طرزِ عمل!

رعنا ہاشم خان

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾
(آل عمران: ۱۰۴)

''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں' اچھی بات کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں''۔

یعنی تم میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی رہنی چاہئے جو تقویٰ' اتحاد و اتفاق' قومی زندگی اور اسلامی بھائی چارگی باقی رکھنے کے لئے دعوت و ارشاد کا کام انجام دیتی رہے۔ وہ اپنے قول وعمل سے دنیا کو قرآن وسنت کی طرف بلائے۔ اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست اور برے کاموں میں چاق و چوبند دیکھے تو اصلاح کی کوشش کرے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام حدود سے واقفیت اور قرآن وسنت کی معرفت کے بغیر انجام نہیں پا سکتا۔ اس لئے مخصوص شرائط کے ساتھ اس کے لئے جماعت وقف رہنی چاہئے۔ اقامتِ دین کی جدوجہد کا جو فرض ہم پر تنظیم اسلامی کے رکن ہونے کی حیثیت سے عائد ہے اس کو تازہ رکھنے کے لئے گاہے بگاہے تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام تربیت گاہیں منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ تنظیم اسلامی کی یہ تربیت گاہیں نہ صرف اقامتِ دین میں درپیش تمام مرحلوں کے لئے کارکنوں کو تیار کرتی ہیں بلکہ ساتھ ساتھ کارکنوں کے اخلاق کی درستگی کا ایک موثر ذریعہ بھی ہیں جس کے لئے قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے بھرپور استفادہ کیا جاتا ہے۔ بقول امیر تنظیم اسلامی:

''ہمارے نزدیک اخلاق کی بہتری کا صحیح ذریعہ یہی ہے کہ قرآن پڑھا جائے' سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ قرآن کی بدولت حاصل ہونے والے نورِ ایمانی کے نتیجے میں نفس کا تزکیہ اس طور سے ہوتا ہے کہ تمام رذائلِ اخلاق پت جھڑ کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ تنظیم اسلامی میں بھی دعوت و تربیت کا عمل دراصل قرآن مجید کے گرد ہی گھومتا ہے۔''

تنظیم اسلامی میں دعوت و تربیت کا عمل قرآن مجید ہی کے گرد گھومتا ہے

فی الوقت امریکہ میں مسلمانوں کی کم از کم ایک سو کے قریب تنظیمیں موجود ہیں اور ان میں سے تقریباً ۲۳ نہایت متحرک ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ تنظیمیں زیادہ تر امریکی سیاست میں حصہ دار بننے کی خواہش مند ہیں اور واشنگٹن کی نظروں میں مقام بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ سوشل ورک میں ہی اپنی تمام توانائیاں ضائع کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ ان کے اتحاد و اتفاق کا محور امریکی سیاست ہی ہے' جبکہ اتحاد و اتفاق جو کہ مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا ایک زریں اصول بھی ہے' اس کا محور بنائے جانے کا مستحق اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نظام اور پروگرام ہی ہے جس کے حصول و بقا کے گُر ہم کو قرآنِ حکیم فرقانِ عظیم نے ﴿واعتصموا بحبل اللہ﴾ کے الفاظ میں سکھائے ہیں۔ جس طرح رسی کا ہر تار بطورِ خود اگرچہ کمزور ہوتا ہے لیکن وہ سب تار باہم مل کر مضبوط ہو جاتے ہیں اسی طرح افراد کی انفرادی قوت اجتماعی طور پر عظیم طاقت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ تنظیم اسلامی کی تربیت گاہیں کارکنوں کو آپس میں باہم مربوط رکھنے میں مہمیز کا کام دیتی ہیں۔ اپنے ساتھی کارکنوں کی قربت ہم کو وہ اعتماد عطا کرتی ہے کہ اگر اقامتِ دین کی جدوجہد کی راہ میں کوئی دباؤ' رکاوٹ یا ذہنی الجھن پیش آ بھی جائے تو ہم پوری ثابت قدمی کے ساتھ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہتے ہیں۔ یوں یہ تربیت گاہیں نفسیاتی کلینک کا کردار بھی بخوبی ادا کرتی ہیں۔ دوسرے مذاہب اور عقائد کے افراد کے سامنے اسلام کی خوبصورتی کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کا ہنر' صبر و تحمل اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کے گُر انہی تربیت گاہوں کے مرہونِ منت ہیں۔ یہ تربیت گاہیں نہ صرف ہم کو ہمارے گھروں' سکولوں اور خاندانوں میں نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کے کاموں میں تحریک عطا کرنے کا باعث ہوتی ہیں بلکہ ہمیں ہماری تنظیمی ذمہ داریوں سے آگاہی' مثبت رویئے کی طرف پیش قدمی اور اپنی زندگیوں پر اسلام کیونکر نافذ کیا جائے' جیسے سوالات کے تسلی بخش جوابات سے بھی سرفراز کرتی ہیں۔ پبلک سپیکنگ' ٹیم ورک' لیڈرشپ اور معاشرے کی عمارت کی صحیح خطوط پر تزئین و ترویج ہم انہی تربیت گاہوں میں بیٹھ کر سیکھتے ہیں۔ ہم میں سے بہت سے کارکن ان تربیت گاہوں میں اس لئے شرکت کرتے ہیں تاکہ نہ صرف قرآن کو زیادہ سے زیادہ سمجھ سکیں بلکہ ساتھی کارکنوں کے ساتھ مل بیٹھ کر تبادلہ خیالات کے ساتھ ساتھ دوستی کے رشتے بھی استوار کئے جا سکیں۔ کئی کارکن جب پہلی مرتبہ شریک ہوتے ہیں تو یہ تجسس بھی ان کے ہمراہ ہوتا ہے کہ آخر ان تربیت گاہوں کا مقصد کیا ہے۔ ''تجربہ'' حاصل کرنے کا شوق ان کو کشاں کشاں تربیت گاہ کی طرف لے جاتا ہے اور ایسے بھی کارکن ہیں جو تنظیم اسلامی سے اپنی پسند اور عقیدت اور امیرِ محترم سے محبت اور ان کے مشن میں ان کے قدم سے قدم ملائے رکھنے کی بناء پر تنظیم کے بینر تلے ہونے والی ہر سرگرمی میں شریک ہونے کو باعثِ سعادت گردانتے ہیں۔ غرض کہ مذکورہ بالا تمام اقسام کے حامل کارکن جب ان تربیت گاہوں میں شریک ہوتے ہیں تو الحمدللہ ان میں سے کوئی بھی مایوس نہیں ہوتا۔

تربیت گاہوں سے کارکنوں میں ثابت قدم رہنے کا عزم پیدا ہوتا ہے

قرآن حکیم سے تعلق کی بدولت انفرادی قوت عظیم اجتماعی طاقت میں تبدیل ہو جاتی ہے

آج کی ماڈرن' تیز رفتار اور مصنوعی زندگی میں ہم ربِ کائنات کی طرف سے عطا کی گئی بہت سی قدرتی خوبصورتیوں اور تخلیقی عجائبات سے خود کو دور پاتے ہیں۔ لیکن ایسے کارکن جو ان تربیت گاہوں میں شریک ہوتے ہیں جو پُر فضا مقامات پر قدرتی نظاروں کے نزدیک منعقد ہوتی ہیں' وہ اپنی توجہ قرآنِ حکیم کی ان آیات کی طرف مبذول پاتے ہیں جن میں اللہ رب العزت نے سورج' چاند' ستارے' چرند پرند اور شجر کا ذکر کیا ہے۔ تربیت گاہوں میں شریکات (خواتین) کے لئے پردے کا پورا پورا انتظام کیا جاتا ہے۔ شرکاء اور شریکات قرآن حکیم کی روشنی میں ایسے ایشوز پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں جو ایک آرگنائزیشن کو کامیاب کرانے کے لئے ضروری ہوں۔ یہاں ہم کو حضور اکرم ﷺ کا منہج یاد دلایا جاتا ہے جس کے ذریعے سوسائٹی کو اسلامی اصولوں میں ڈھالا جا سکے۔ اسلام

(بقیہ صفحہ ۲)

''ہٹو ہٹو لڑکا آ رہا ہے''

پچھلے دنوں ولادت ٹیکس اور بکری ٹیکس لگانے کے سلسلہ میں اس ناچیز کا جو کالم چھپا تو میرا بکرا (بلکہ بکرے اور بکری کا بچہ) اس ٹیکس کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ کتنے ارمانوں سے اس کو پالا تھا۔ جب بہت چھوٹا تھا تو بوتل سے دودھ پلاتے تھے۔ کالم چھپنے کے بعد سے بے چارہ بیمار پڑ گیا۔ بہت علاج معالجہ کیا۔ انجکشن پر انجکشن لگوائے' ٹانگوں کی مالش کی گئی' پیٹ خراب تھا' سپرائٹ کی بوتل پلائی' کاربینا کھلائی' دلیہ نوش کرایا' کالم لکھنا بند کر دیا..... مگر وقت آ گیا تھا۔ ایک صبح جو اٹھ کر دیکھا تو مرا پڑا تھا۔ اس کی لاش دیکھ کر صدمہ بھی ہوا اور رشک بھی آیا کہ اُس کا کام تمام ہو گیا اور اب اس سے کوئی حساب کتاب نہ لیا جائے گا۔ کتنا خوش نصیب تھا وہ! ہم نے بقرعید پر قربانی کے لئے پالا تھا کہ ابھی سے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ ہائے بقرعید کی قربانی' بکرا خریدنے جاؤ تو پوری تنخواہ ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ خوب کہا ہے شاعر نے۔

پوری تنخواہ میں اس سال جو آیا بکرا
کبھی چوما' کبھی آنکھوں سے لگایا بکرا

احباب نے ہم سے تعزیت بھی کی۔ ہمارے ایک عزیز مفتی صاحب (جو مفت کے مفتی نہیں' اس معنی میں سچ مچ کے مفتی ہیں' کہ مفتی ان کے نام کا مستقل حصہ ہے) نے فیصل آباد سے ان الفاظ میں تعزیت کی:

''آپ کے کثیر الاوصاف بکرے کی وفات حسرت آیات کا صدمہ ہے ع ''بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں''۔ کاش آپ نے کوئی تعزیتی جلسہ رکھا ہوتا تو شاید حاضر خدمت ہو کر چند کلمات تعزیت آپ کی خدمت اقدس میں پیش کئے جاتے۔ اب تو یہی چند ٹوٹے پھوٹے کلمات قبول فرمایئے گا۔ اللہ تعالیٰ مرنے والے کو پل صراط پر آپ کی سواریوں میں شامل فرمائے''۔

ابھی ہم اس صدمہ سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ ''ندائے خلافت'' کے مدیر محترم کا خط ملا جس میں حکم ملا کہ جلد از جلد کالم لکھ کر بھیجو ورنہ..... (اور اس ''ورنہ'' کے بعد جگہ خالی تھی) ہم کمزور دل کے آدمی ویسے ہی ہیں' اس ''ورنہ'' سے سہم کر رہ گئے۔ راتوں کو تارے اور دنوں کو کڑی کے جالے گننے لگے۔ خواب میں لہراتا ہوا ہنٹر نظر آنے لگا' خطرے کی گھنٹی بجنے لگی کہ یہ ''ورنہ'' اُن موصوف کی طرف سے ہے جن کے سر پر کئی ''ٹوپیاں'' ہیں اور ایک ''ٹوپی'' سے تو بہت ہی ڈر لگتا ہے۔ کوئی اور عام شخصیت ہوتی تو اس کا ''ورنہ'' پریشان نہ کرتا۔ ایک ملازم نے اپنے مالک سے کہا' میری تنخواہ بڑھاؤ ورنہ...... مالک نے کہا' ورنہ کیا؟ ملازم نے گھگیا کے جواب دیا' ورنہ اسی تنخواہ پر کام کرتا رہوں گا۔ چنانچہ ہم نے بھی اُسی تنخواہ پر کالم لکھنا کیا کالم گھسیٹنا شروع کر دیا۔ ع ''گر قبول افتد زہے عز و شرف''

قاضی عبدالقادر

ہاں تو پچھلا کالم جو میرا شائع ہوا اُس پر مختلف لوگوں نے مختلف تبصرے کئے۔ بعض لوگوں نے کچھ زیادہ ہی تعریف کی' ہم سمجھے کہ شاید حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ ایک صاحب نے جب تعریف کی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور یہ کالم ''ندائے خلافت'' کے لائق تو نہ تھا۔ کہنے لگے کیوں' جب اس میں ''ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں'' کالم شائع ہو سکتا ہے تو ''تکلف برطرف'' کیوں نہیں! ہم نے عرض کیا کہ پھر تو کالم کا عنوان یہ ہوتا کہ ''ہم بھی چہرہ پر کان رکھتے ہیں''۔

ایک ہمارے برخوردار ہیں' کہنے لگے کہ اس قسم کا کالم ''ندائے خلافت'' کے شایان شان نہیں۔ ہم سوچنے لگے کہ یہ کالم ہی تو ہے مخفف کالم تو نہیں۔ ایک اور عزیز فرمانے لگے کہ یہ تمہارے شایان شان نہیں کہ اس طرح کے کالم لکھو۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم علم و دانش سے تو یکسر محروم ہیں بلکہ نابلند ہیں البتہ رپورتاژ' سفرنامے یا طنز و مزاح پر کچھ خامہ فرسائی کر سکتے ہیں۔ فرمانے لگے یہ تو بہت سستا مزاح ہے۔ جی میں آیا کہہ دوں کہ مہنگا مزاح چاہتے ہو تو سوچ تو لو کہ انٹی میں پیسے بھی ہیں یا نہیں! میاں شکر بھیجو کہ سب چیزیں مہنگی ہو گئیں' مزاح سستا ہو گیا۔

ایک اور ہمارے محترم دوست و رفیق ہیں جو ہر ماہ ایک شادی ہال میں سٹیج کے اوپر دولہا کی جگہ پر بیٹھ کر درس قرآن مجید دیتے ہیں۔ ہم اُن کی بہت عزت کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا درس بہت موثر ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو' دولہا کی جگہ جو بیٹھ کر دیتے ہیں۔ قدرت کے کھیل بھی نرالے ہیں۔ شادی پر دولہا خاموش رہتا ہے اور ہال میں لوگ بولتے ہیں' یہاں ''دولہا'' بولتا ہے اور سب لوگ خاموشی سے سنتے ہیں..... تو صاحبو' ہوا یہ کہ ہمارا کالم شائع ہونے کے چند روز بعد ہی موصوف کا درس ہوا۔ ہم جب ہال میں ذرا تاخیر سے داخل ہوئے تو موصوف نے ہمیں غور سے دیکھا اور درس ختم کرنے کے بعد سٹیج سے جیسے ہی نیچے اترے' ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہاں قاضی صاحب' اور کس کس چیز پر ٹیکس لگاؤ گے؟ جی میں آیا کہہ دوں کہ دولہا کی کرسی پر ہر ماہ پابندی سے بیٹھنے پر خصوصی ٹیکس۔ بات دولہا کی چل پڑی ہے تو ہمیں ایک لطیفہ یاد آ گیا' اجازت ہو تو عرض کروں۔ ایک بزرگوار تھے' عمر کوئی ۸۰ سے اوپر۔ انہیں یہ شوق تھا کہ شادی کرتے تھے اور طلاق دے دیتے تھے' شادی کرتے تھے اور طلاق دے دیتے تھے۔ کسی دل جلے نے پوچھا کہ ''بھلے آدمی! جب طلاق ہی دینی ہوتی ہے تو بار بار شادی کیوں کرتے ہو؟'' فرمانے لگے ''اس کی ایک خاص وجہ ہے جو Top Secret ہے' اب تم نے پوچھا ہے تو چلو بتا ہی دیتا ہوں' وہ یہ کہ نکاح کے بعد جب دولہا کو گھر میں بلایا جاتا ہے تو شور اٹھتا ہے ''ہٹو ہٹو لڑکا آ رہا ہے''۔ بس یہ مسحور کن الفاظ سننے کے لئے کہ ''لڑکا'' آ رہا ہے' میں بار بار شادی کرتا ہوں۔ سمجھ گئے نا میری بات!''

بہرحال آپ سمجھیں نہ سمجھیں' ہم اسی پر اپنا کالم ختم کرتے ہیں ورنہ.......!

بقیہ : بیت المال کے امین

یہاں گاڑ دیئے۔ مملکت خداداد پاکستان میں بیت المال کا محکمہ تو موجود ہے اور اس کے چیئرمین کے عہدے کے ساتھ بریکٹ میں ''امین'' کا لاحقہ بھی برقرار ہے لیکن صورت حال دور صحابہ کرام سے یکسر مختلف ہے۔ ان کے سیکریٹریٹ کا سالانہ بجٹ لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ہے۔ ان کو وفاقی وزیر کے برابر مراعات کے علاوہ ملٹی نیشنل کمپنی کے ایگزیکٹو کے برابر ماہانہ مشاہرہ ملتا ہے۔ اگر خدانخواستہ بیمار پڑ جائیں تو سرکاری خرچ پر بیرون ملک علاج معالجہ بھی کروا سکتے ہیں اور کارکردگی کا یہ حال ہے کہ ملک سے غربت نہیں' غریب تیزی سے ختم ہو رہے ہیں۔

قارئین کرام! ذرا اپنے ذہن کو بیت المال سیکریٹریٹ میں لے جایئے جہاں ایک بیوہ عورت جو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی خدا کے بعد اس دنیا میں واحد کفیل ہے زکوٰۃ کے حصول کے لئے چکر لگا لگا کر اپنی جوتیاں چٹخا چکی ہے لیکن زکوٰۃ کے چند سو روپے حاصل نہیں کر سکی۔ اس کی وہاں موجودگی میں اس محکمے کا چیئرمین (امین) اپنے ایئر کنڈیشنڈ کمرے سے نکل کر اپنے گن مین اور ڈرائیور کے ساتھ بڑے کروفر سے 1700cc کی ایئر کنڈیشنڈ فلیگ کار میں بیٹھ کر اپنے گھر کی طرف سدھارتا ہے تو اس بیوہ عورت اور اس طرح کے کئی غرباء و مساکین کے دلوں پر کیا گزرے گی؟ ذرا ایک لمحے کے لئے سوچئے!

کاروان خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی کے نائب امیر حافظ عاکف سعید اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق کا دورۂ کراچی

امیر محترم کے امریکہ کے دورے کی بناء پر ماہانہ دعوتی پروگرام میں شرکت کے لئے نائب امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق کے ہمراہ ہفتہ یکم ستمبر کو کراچی تشریف لائے۔ اتوار کو قرآن اکیڈمی میں جناب حافظ عاکف سعید نے سورۃ الزمر کے چھٹے رکوع پر درس قرآن دیتے ہوئے کہا کہ اس رکوع کی پہلی آیت ہر بندۂ عاصی کے لئے سب سے زیادہ حوصلہ افزا آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے اپنی نادانی کی بناء پر اپنے نفس پر ظلم کا ارتکاب کیا ہے تو اسے اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ تاہم بندے کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرے اور اپنی توبہ پر استقامت کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرے۔ اس سے قبل جناب انجینئر نوید احمد نے فوتگی کے موقع پر اسلامی تعلیمات کو قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور ان بدعات کا تذکرہ بھی کیا جو ایسے مواقع کے لئے ایجاد کر لی گئی ہیں۔ سہ پہر ساڑھے تین بجے نقباء کے تربیتی اجتماع میں جناب حافظ عاکف سعید نے احیائی تحریکوں کے کارکنوں کے قرآن مجید سے تعلق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کے قرب کا ذریعہ قرآن مجید ہے۔ اس سے تعلق جتنا زیادہ ہوگا' ایمان حقیقی میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔ تمسک بالقرآن کے بغیر شخصیت میں توازن قائم نہیں ہوسکتا۔ انقلاب اسلامی کا اساسی ذریعہ بھی قرآن مجید ہی ہے۔ انہوں نے انفرادی سطح پر قرآن سے تعلق کے لئے اقدامات بیان کئے اور اس سلسلے میں فرد کی مدد کے لئے اجتماعیت کے کردار پر روشنی ڈالی۔ ان کے دوسرے لیکچر کا عنوان تھا: ''امراء کا مامورین کے ساتھ مطلوبہ طرز عمل''۔ تنظیم میں نظم کے ڈھانچے کے حوالے سے انہوں نے مامورین کے لئے رحمت ورافت' عفوودرگزر' رفقاء کے لئے استغفار اور مشاورت جیسے معاملات پر گفتگو کی۔

جناب ڈاکٹر عبدالخالق کے خطابات نقباء کی ذمہ داریوں' ان کی عملی مشکلات اور نئے نظام العمل پر عمل درآمد کے جائزے سے متعلق تھے۔ انہوں نے کہا کہ نقباء کے لئے ترجیحات کا تعین بہت اہم ہے کہ وہ کن معاملات کو مقدم رکھتے ہیں اور کن کو مؤخر' کیونکہ ہم سب کے لئے وقت کی کمی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ نظام العمل میں بنیادی تبدیلی کو واضح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اب ہمیں نظم کے ڈنڈے کا استعمال کم کرنا ہوگا اور ترغیب وتشویق پر زیادہ زور دینا ہوگا۔ اس اجتماع کی خاص بات یہ تھی کہ تمام لیکچرز کا انداز مذاکراتی تھا جس سے شرکاء نے خوب استفادہ کیا۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے اس دورے میں کراچی کی تمام تناظیم کے امراء اور ان کے معتمد اور ناظم حضرات سے ملاقاتیں کیں اور تنظیمی امور پر تبادلۂ خیالات فرمایا۔ ان کی اس مصروفیت کا آغاز یکم ستمبر کی شام سے ہوا جو ۴ ستمبر کی سہ پہر تک جاری رہا جبکہ جناب حافظ عاکف سعید ۲ ستمبر کو ہی واپس لاہور روانہ ہوگئے۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

تنظیم اسلامی بہاول نگر کا ماہانہ تنظیمی ودعوتی اجتماع

یہ اجتماع ۲ ستمبر کو مسجد جامع القرآن واقع حشمت کالونی ہارون آباد میں منعقد ہوا۔ ساڑھے گیارہ بجے چشتیاں سے تنظیم کے رفیق جناب حافظ ذوالفقار احمد کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ بعد میں راقم نے امیر تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے کتابچہ ''جہاد بالقرآن'' کا مطالعہ مکمل کروایا جو ایک گھنٹہ جاری رہا۔ ساڑھے بارہ بجے تنظیم اسلامی بہاول نگر کے امیر جناب منیر احمد نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف کے عنوان پر سورہ فتح کی آیات ۲۸' ۲۹ کا مفصل درس دیا۔ اس میں حضور ﷺ کا مقصد بعثت واضح کیا گیا۔ درس کا دورانیہ تقریباً ایک گھنٹہ تھا۔ اس کے بعد نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد راقم الحروف نے اسلام کی تعلیمات کے حوالے سے حدیث معاذ ؓ کا درس دیا۔ محترم رمضان بھائی نے حضرت سلمان فارسی ؓ کی سیرت بیان کی۔ نئے رفقاء نے پروگرام کو پسند کیا۔ پروگرام میں ہارون آباد' چشتیاں' فورٹ عباس' کھچی والا اور بہاول نگر کے رفقاء نے شرکت کی۔ اعلانات کے بعد دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب کنندہ: ذوالفقار علی)

تنظیم اسلامی تیمر گرہ کا دعوتی پروگرام

۲۴ اگست کو تنظیم اسلامی تیمر گرہ نے مقامی ہوٹل کے کشادہ ہال میں ایک خصوصی دعوتی پروگرام منعقد کیا جس میں راہ نجات کا ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ اس پروگرام کے لئے ۱۲۰ اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کو باقاعدہ دعوت نامے بھیجے گئے۔ پروگرام نماز جمعہ کے بعد ۳ بجے شروع ہوا۔ تقریباً ۱۶۰ احباب تشریف لائے تھے' جنہوں نے دل جمعی سے تقریر کو سنا۔ ہال کے باہر مکتبہ بھی لگایا گیا تھا۔ جناب محمد فہیم نے پروگرام کے شروع میں تعارفی کلمات کہے جبکہ اختتام میں احباب کا شکریہ ادا کیا۔ (رپورٹ: شاہ وارث)

اسرہ چشتیاں کی ماہانہ شب بسری

۲۶ اگست کو مسجد گرڈ سٹیشن چشتیاں میں ماہانہ شب بسری کا پروگرام ہوا۔ مغرب کی نماز سے قبل رفقاء اپنے اپنے بستر لے کر مسجد میں پہنچے۔ نماز ادا کرنے کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تنظیم اسلامی حلقہ بہاول نگر کے امیر جناب محمد منیر احمد نے سورۃ القیامہ پر درس دیا جو کہ تقریباً ایک گھنٹہ دس منٹ جاری رہا۔ اس میں ایمان بالآخرت پر بڑی تفصیل سے گفتگو ہوئی' جسے تقریباً ۷۰ افراد نے سنا۔ نماز عشاء کے بعد ناظم شب بسری جناب محمد ذوالفقار نے درس حدیث دیا جس میں انہوں نے دین کے علم کو حاصل کرنے کی اہمیت واضح کی۔ درس حدیث کے بعد کھانے کے آداب بیان ہوئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر تمام رفقاء نے ایک ایک حدیث بیان کی اور اس کے بعد ماہانہ اجتماع کو مزید بہتر بنانے کے بارے میں رفقاء سے مشورہ کیا گیا۔ تقریباً ۱۱ بجے سونے کی تیاری کی گئی۔

صبح تین بجے رفقاء نے نماز تہجد ادا کی۔ اس کے بعد نماز کو ترجمہ کے ساتھ سنا گیا۔ بعد نماز فجر ڈاکٹر جاوید اقبال نے درس قرآن دیا جس میں جہاد کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ شب بسری میں رفقاء کی تعداد ۲۰ تھی جس میں کچھ ساتھی ہارون آباد اور حاصل پور سے بھی شامل ہوئے۔ (رپورٹ: چوہدری محمد حسن)

اسرہ گنوڑی کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

۲۵ اگست کو اسرہ گنوڑی کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام دیر کے ایک گاؤں نور پائیں میں منعقد ہوا۔ تنظیم اسلامی حلقہ سرحد (شمالی) کے ناظم دعوت جناب غلام اللہ خان حقانی کو اس پروگرام کے لئے خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ پروگرام کا آغاز نماز عصر کے بعد جناب غلام اللہ خان حقانی کی تقریر بعنوان ''عالم اسلام کو درپیش مسائل'' سے ہوا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں سیکولرازم' ڈیموکریسی اور لبرل ازم کی آڑ میں مغرب کے خطرناک عزائم اور کوششوں سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان نسل کو اپنے دین سے برگشتہ کرنے اور اسے اسلامی اقدار سے دور لے جانے کے لئے میڈیا پوری قوت کے ساتھ عیاشی و فحاشی اور عریانی کے پروگرام پیش کر رہا ہے۔ دوسری طرف یہود وہنود مسلمانوں کی معیشت' اقتصادیات اور ذہنی افکار پر ہر طرح سے قبضہ جمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس نازک وقت میں دین اسلام کے احیاء کے لئے ایک انقلابی جماعت کی ضرورت ہے تاکہ وہ اس سیلاب کا رخ موڑ دے ورنہ پھر مسجد کے کونے میں بیٹھ کر صرف نماز سے اللہ کے ہاں نجات ممکن نہ ہو سکے گی۔ اس ولولہ انگیز تقریر کو تقریباً تیس افراد نے سنا جن میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی شامل تھے۔ دوسری نشست نماز مغرب کے بعد ہوئی جس میں ناظم دعوت نے ملک پر موجودہ سودی نظام معیشت کے خراب اثرات سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے اپنی مدلل تقریر کو شاعر

مشرق کے اشعار سے مزین کیا۔ ۴۲ افراد نے یہ خطاب سنا' جو نماز عشاء تک جاری رہا۔ اس میں سوال و جواب کی مختصر نشست بھی ہوئی۔ آخری نشست نماز فجر کے بعد منہج انقلاب نبوی ﷺ کے موضوع پر ہوئی جس میں مولانا صاحب نے دین کے غلبے کے لئے حضور ﷺ کے طریقہ کار کی وضاحت کی۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کے طریقہ کار کو بھی بیان کیا اور لوگوں کو امیر محترم کے موقف سے آگاہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی مسنون دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب کنندہ: لائق سید)

تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔"

لہٰذا ذرا سوچئے! کہ ادب' بھائی چارے اور اخلاقیات سے بھرپور اسلامی ماحول میں ان تربیت گاہوں کے منتظمین اور اساتذہ اپنے اعلیٰ قسم کے علمی تجربات کے نچوڑ پر مشتمل لیکچرز ہمارے لئے تیار کرتے ہیں۔ اپنا وقت' پیسہ اور توانائی لگاتے ہیں اور ہم محض دنیاوی خواہشات کے حصول کی بناء پر نا قابلِ قبول قسم کے عذر تراش کر جب ان تربیت گاہوں میں' جو در حقیقت اللہ کی یونیورسٹی کہلائی جانے کی حق دار ہیں' شریک نہیں ہوتے تو نہ صرف خود کو دینی علوم کی بیش بہا نعمت سے محروم کرتے ہیں بلکہ ان تمام کارکنوں کے لئے ذہنی اور جذباتی کوفت کا باعث بھی بنتے ہیں جو ان تربیت گاہوں میں شریک ہو کر شاداں و فرحاں لوٹتے ہیں لیکن ساتھ ہی دل میں یہ کسک بھی لئے ہوتے ہیں کہ افسوس میرا فلاں بھائی یا بہن اس سعادت سے محروم رہا!

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم نہ صرف تنظیم اور اس کے طریقہ کار کو سمجھ سکیں' اقامتِ دین کے لئے ٹیم ورک کے عادی بن سکیں' بلکہ دنیاوی خواہشات کو اوّلیت دینے کی عادتِ بد سے چھٹکارہ بھی حاصل کر سکیں۔ آمین!

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام

i) دروس قرآن

نمبر شمار	مقام	دن/ وقت	مدرس
۱	مسجد ٹیک سوسائٹی	بدھ/ بعد نماز مغرب	حافظ عاکف سعید
۲	مسجد قرآن اکیڈمی' ماڈل ٹاؤن	پیر تا جمعرات/ بعد نماز فجر	ڈاکٹر عارف رشید
۳	۲۰۵' عمر بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن	ہر ماہ کا پہلا منگل/ بعد نماز مغرب	ڈاکٹر عارف رشید
۴	۱۷۵' گلشن بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن	ہر ماہ کا دوسرا منگل/ بعد نماز مغرب	ڈاکٹر عارف رشید
۵	مسجد انکم ٹیکس کالونی' ستلج بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن	جمعۃ المبارک/ بعد نماز مغرب	حافظ انجینئر عبداللہ محمود
۶	مکان نمبر ۷' گلی نمبر ۴۰' مین بازار' گنج مغل پورہ	ہفتہ/ بعد نماز عشاء	اقبال حسین
۷	مسجد نور' چوک مارکیٹ' گلستان کالونی' مصطفیٰ آباد	اتوار/ بعد نماز مغرب	اقبال حسین
۸	مرکزی دفتر تحریک خلافت پاکستان' ۱۷/۱/۳ وَن پورہ	اتوار/ ۱۰ بجے صبح	ڈاکٹر اسرار احمد (بذریعہ ویڈیو)
۹	جامع مسجد حیدری' رچنا ٹاؤن' فیروز والہ' شاہدرہ	روزانہ/ بعد نماز فجر	افتخار احمد
۱۰	رہائش جناب غلام نبی نزد مسجد شاہ خالد ٹاؤن' شاہدرہ	ہفتہ/ بعد نماز مغرب	نعیم اختر عدنان
۱۱	رہائش جناب ظفر محمود' گلی نمبر ۲' لاریکس کالونی' شاہدرہ	اتوار/ ۹ بجے صبح	نعیم اختر عدنان
۱۲	فرقان ماڈل سکول' پیپلز کالونی' فیروز والہ' شاہدرہ	اتوار/ بعد نماز عصر	ڈاکٹر اقبال حسین
۱۳	مسجد انجمن خدام القرآن' اکیڈمی روڈ' والٹن	روزانہ/ بعد نماز مغرب	فتح محمد قریشی
۱۴	جامع مسجد عسکری ہاؤسنگ سکیم' نشاط کالونی	روزانہ/ بعد نماز فجر	بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ
۱۵	جامع مسجد' جی او آر (ون)	جمعرات/ بعد نماز مغرب	محمد مبشر
۱۶	ادارہ گل بانی و چمن آرائی' سر آغا خان سوئم روڈ	جمعرات/ ساڑھے دس بجے صبح	قرۃ العین خان
۱۷	دفتر ویلفیئر کمیٹی' یاسر بلاک' نشتر کالونی	اتوار/ ۹ بجے صبح	قرۃ العین خان
۱۸	جامع مسجد فضلیہ عثمانیہ' دیو سماج روڈ' سنت نگر	اتوار/ بعد نماز مغرب	نثار احمد خان

ii) عربی گرائمر کورس/ ترجمہ قرآن

۱	۱۲۸ اے' پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی (ترجمہ قرآن)	پیر/ بعد نماز مغرب	پروفیسر فیاض حکیم
۲	۲۰۵' عمر بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن (قرآن فہمی و عربی گرائمر)	منگل تا جمعرات/ بعد نماز مغرب	محمد افضل
۳	مرکزی دفتر تنظیم اسلامی' گڑھی شاہو (تشریح منتخب نصاب)	ہفتہ/ ۸ بجے شب	ڈاکٹر اسرار احمد (بذریعہ ویڈیو)
۴	۲۳۵' لاریکس کالونی' گڑھی شاہو (تشریح منتخب نصاب)	جمعہ/ بعد نماز عصر	ڈاکٹر اسرار احمد (بذریعہ آڈیو CD)
۵	تارج آرکیڈ' جیل روڈ (ترجمہ قرآن)	روزانہ/ بعد نماز فجر	شکیل احمد
۶	262-E' گلی نمبر 3-G' پیر کالونی' والٹن (ترجمہ قرآن)	روزانہ/ بعد نماز فجر	حبیب الرحمٰن قریشی
۷	(برائے رابطہ) باسط کاپی ہاؤس' اردو بازار (عربی گرائمر)	روزانہ/ ۹ تا ۱۰ بجے صبح	حبیب الرحمٰن قریشی
۸	(برائے رابطہ) باسط کاپی ہاؤس' اردو بازار (عربی گرائمر)	روزانہ/ ۲ تا ۳ بجے سہ پہر	حبیب الرحمٰن قریشی
۹	(برائے رابطہ) باسط کاپی ہاؤس' اردو بازار (عربی گرائمر)	روزانہ/ ۳ تا ۴ بجے سہ پہر	حبیب الرحمٰن قریشی
۱۰	262-E' گلی نمبر 3-G' پیر کالونی' والٹن (ترجمہ قرآن/ عربی گرائمر)	روزانہ/ بعد نماز عشاء	حبیب الرحمٰن قریشی

انتقال پُر ملال

☆ تنظیم اسلامی حلقہ سندھ (زیریں) کے بزرگ رفیق جناب نجیب صدیقی وفات پاگئے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی کراچی کے رفیق جناب عابد جاوید خاں کے سسر صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ سندھ (زیریں) کے دیرینہ رفیق جناب عبدالخالق چاندنہ کے صاحب زادے جناب نسیم چاندنہ دہشت گردوں کی فائرنگ سے جاں بحق ہو گئے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی کراچی (شرقی) کے رفیق جناب عبدالصمد ماجد کی والدہ محترمہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی کراچی (وسطی) کے رفیق جناب عبدالحمید کے جواں سال برادر خرد حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے ہیں۔

رفقاء و احباب سے تمام مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

بقیہ : مکتوب شکاگو

کی نشاۃِ ثانیہ، عبادتِ ربّ کا مکمل مفہوم، تنظیم اسلامی کا مقصد اور بیک گراؤنڈ' راہِ نجات کے لئے ہماری ضروریات اور ذمہ داریاں جیسے موضوعات پر لیکچرز کے ذریعے نہ صرف روشنی ڈالی جاتی ہے بلکہ اس روشنی کو ہمارے لئے مشعلِ راہ بنانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ اور یوں یہ گروپ سرگرمی ہمارے ایمان کو بڑھانے کا بہترین ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔ مدیرِ ندائے خلافت اور نائب امیر تنظیم اسلامی فرماتے ہیں کہ:

"ہماری تنظیم شرعی حدود کے اندر ہر حکم کو سننے اور ماننے کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمیں اپنا کام قرآن و سنت کی روشنی میں کرنا ہے لہٰذا ہمارا رویہ آپس میں نرمی اور شفقت کا ہونا چاہئے اور ایسے ہر اقدام سے گریز کرنا چاہئے جس سے آپس میں رنجش پیدا ہونے کا امکان ہو۔ مثلاً تمسخر، سوءِ ظن اور غیبت وغیرہ۔ حدیثِ نبویؐ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو جاتی ہے جو محض اس کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کریں' ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھیں اور ایک دوسرے کی زیارت کے لئے ملاقاتیں کریں جبکہ ہمارا تو نصب العین ہی اللہ

providing alternative assistance to the starving farmers, more than 200 American celebrities, civil-rights activists and legislators recently sent a petition to Kofi Annan, charging that the US failed "war on drugs" is "rooted in racial bias."

Despite being at war with the few warlords in the northern Afghanistan, there is no such discrimination on the bases of race in Afghanistan. On the contrary, the following figures tell a tale of the living racism in the US. Black Americans (12% of the total population) comprise 57% and Latinos account for 22% of those incarcerated in state prisons for drug felonies. White youths are no angels. They are equally as apt to use and sell drugs, yet they are jailed far less frequently.

The Taliban are being criticised of many crimes but they have not done anything that remotely equals to the ignoble 1857 Dred Scott decision that saw the US Supreme Court rule that no Black man could be regarded as an equal, and therefore had no rights which the white man was bound to respect. Not even the 14th Amendment, which was the constitutional rejoinder to the Dred Scott decision, could effectively protect Blacks from the deep-seated racism, which produced Jim Crow at the end of the Reconstruction Era. The Supreme Court nailed apartheid into the fabric of America with its 1892 Plessy vs. Ferguson decision which legally enshrined "separate but equal" as U.S. custom and law. Segregation would remain the law of the land until its demise three-quarters of a century later.

The tale of discrimination does not stop here. Since then, the FBI and other agencies have taken the law into their own hands and secretly use fraud, force, harassment, intimidation, psychological-warfare, other forms of deception, and even murder, to sabotage constitutionally protected rights. This reign of terror has left countless Black, Native American, and Latino victims behind bars who are convicted of bogus crimes and to this day are serving exceptionally long sentences that arose from their politically motivated actions.

We never get tired of regurgitating the western propaganda point of women oppression in Afghanistan. Compared to the facts confirmed by the US Government studies on health disparities in the US, oppression of women in Afghanistan is limited to their wearing burqa outside their homes. Like blacks in the US, women in Afghanistan are not less likely to receive surgery, transplants, and prescription drugs than men. Physicians are not less likely to prescribe appropriate treatment for men than for women. As a result, Black American males and females experience shorter life expectancy rates than do their white counterparts. A Black baby boy born in Harlem today has less chance of reaching age 65 than a baby born in Bangladesh. Afghan women are not as oppressed and discriminated against as the Blacks in America. Yet the Afghan women are paraded in Paris, New York and London as the prime victim of the Taliban oppression.

Despite living in the US, many of the Pakistani Taliban bashers fail to find out that today the vestiges of racial discrimination, which began during the days of Black race hatred and slavery, are still visible. Women can walk all alone in the streets of Kabul even at night. However, blacks are haunted by the reality that "Driving While Black" makes one a prime target for police harassment. The Justice Department admits that Blacks are more likely than whites to be pulled over by police, imprisoned, and put to death. Twenty-six Black men were executed last year, some probably innocent; 2001 was begun by executing a retarded Black woman. Our front-page editors, however, feel proud to follow the footprints of the American press and publish pictures of the Afghans hanged by the Taliban in public. Did they ever think of running a report to expose the tyranny that reigns in the land of liberty?

Unlike the Taliban's equal opportunity to all minorities, 40% of all public schools in the US are racially exclusive, meaning that fewer than 10% of their students are children of color while 40% of public schools in large cities are "intensely segregated," meaning that more then 90% of the students are children of color. According to 1998 statistics, 26% of Blacks and 25% of Latinos live below the poverty level with only 10% of whites. The entire world watched the debacle of the Year 2000 Presidential election in which countless Blacks were denied their constitutional right to vote, suffering the same disfranchisement that their grandparents struggled to overcome half a century earlier.

It was most fitting to see the US as the first nation to run from its own shadow on racism, but it cannot hide. The US could not send Powell to Durban without explaining why it pummels so many people who look like Powell. In our bid to be a good Taliban basher, we fail to point out that America is simply not ready to admit connection between the $1.35 trillion tax cut of President Bush and the broken treaties and annihilated Indians. America is not ready to admit that the $8 trillion being passed down from the World War II generation to its baby boomers was hauled on the bent backs of black people who were barred from full rights from 1776 until the 1960s. America is ready to bomb the Taliban for not having a broad based government but not ready to discuss how it did business with slavery in the North, from the cotton mills of Massachusetts to Aetna Insurance, Fleet Bank, and Ivy League schools such as Yale, Princeton, and Brown.

If the US media can cover up the government-sanctioned housing and banking discrimination of the 20th century that will result in a white baby boomer inheriting an average of $65,000, compared with $8,000 for a black (according to the Federal Reserve Board), why can't we constructively criticise our fellow Pakistanis or the Taliban for their little misdeeds. Unlike our narrow minded, personal approach to issues, the American columnists keep interest of the state and future of the nation supreme. That's why we see only the difference of words they use for describing the same point of view. Our English press in particular needs to explore the trends in the Islamic world and the objectives of the western propaganda before indulging in publishing an ever increasing number of anti-Taliban, anti-Jihad, anti-madrassa articles which simply turn out to feed the anti-Islam propaganda regardless of their good or bad intentions.

* * *

E-mail address of Mr. Abid Ullah Jan
abidjan2@psh.paknet.com

Vol : 10 Regd. CPLNo. 127 No. 34
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

View Point

Abid Ullah Jan *

A Lesson for our English Press

There is a great lesson for our English press in the media coverage of the US-Israeli boycotting the third consecutive UN Conference on Racism for precisely the same reason. Contrary to the common practice in Pakistan, this is a good example to note how the media of a self-described leader of human rights toe the same propaganda line and try to sideline the opposing views, which may sabotage the collective interest of the state. An in depth analysis of the past week reveals the way we make monsters of ourselves. It shows how poor we are in making comparisons of the facts and how unknowingly we undermine the existence of Pakistan as a sovereign nation in our bid to look good to our masters.

The problem with our analysts is that they do not keep the issues in broader perspective. They zoom in on individual events and look at the issues with tainted spectacles of western propaganda. For instance, we do not get tired of the Taliban bashing. Yet, we have failed to compare their crimes with the Indian, Israeli and American human rights violations. We fail to give space to write ups that could make us realize that demonizing the Taliban is actually undermining our own identity and existence because the American target is not the Taliban but Islam. Just a look at the past week's news headlines and Op-Ed pieces in the American press is enough to make one realize how good the American press is in justifying a wrong. It shows that not everything the US media praises must be right and not everything it condemns must be evil.

With the daily anti-two nation theory, anti-religion and anti-Taliban articles appearing in our English press, we indirectly support the American presentation of Islam as an "ism." Just compare our anti-Taliban rhetoric with the US pro-Israel nostrums. The text becomes all too sacred when it comes to the UN words against the Taliban. However, for Israel, "serious people know better than to take the UN seriously" (Jeff Jacoby, *Boston Globe*, September 3, 2001). According to Jeff Jacoby "Islamism is a power-obsessed ideology. Like other 20th century 'isms' ... it is radical, repressive, cruel, contemptuous of human rights, and deeply hostile to outsiders. Countries ruled by Islamists, such as Iran, Afghanistan, and Sudan, are among the most unfree places on earth." None of us is able to respond that neither the Taliban, nor any of the "unfree" states have imprisoned a nation, occupied its land and killed thousands of innocent civilians like the "free" Israel.

Has any of the countries mentioned by Jacoby attacked an oppressed population with Apache helicopters and F-16 fighter jets? Have the Taliban used Tank and infantry units against civilians as the Israelis did in Beit Jala and Jenin? Is the Taliban rule more oppressive than the Israeli government functioning through death squads in Tulkarm, Hebron and Ramallah? Pakistan, Iran and Sudan might be "unfree" for the Western analysts but we have not kept a nation under siege for years. We have not cut off anybody's access to drinking water as the Israel recently did in 218 West Bank villages. However, the "mainstream media" will never denounce Israel for its crimes as much as our English press is supporting it in its anti-Islam crusade.

The worst Taliban-bashers in the Pakistani press need to come up with just one person among the Taliban leadership who is involved in massacre of civilians to the extent of Ariel Sharon. The most conservative estimate of his adventure in Sabra and Shatilla puts the death toll at 2,000; it could be as high as 5,000. We must realise that Palestinian Intifada, Taliban's terrorism or Islamic fundamentalism are not the issues as we have misconceived. To the US and its allies, it is a cultural war – the clash of civilisation. The only thing they ask is: "Why should Malaysia or Indonesia get excited about a small war thousands of miles away from their shores?" All they do not like is "the muezzin's call in Gaza resounding in Kuala Lumpur," (Arnold Beichman, *Washington Times*, September 6, 2001).

When analysts like Beichman can twist the reality and prove Israel as a state that "espouses universal human rights, a secular rule of law, [and] democracy," why can't the Pakistani analysts just visit Afghanistan to tell the world nothing but the truth for the sake of Islam. We need not base our arguments on what we hear from the American propagandists to whom suicide bombing is simply the "rejection of modernisation," (*Washington Times*, Sept. 6) -- not a protest against Israeli occupation, terrorism and repression. If the "US diplomacy is sensitive to hateful speech against Israel" (Paul Craig Roberts, *Washington Times*, September 7, 2001), we should be sensitive at least to the hateful killing of our fellow Muslims and undermining of Islam under different pretexts.

It's important to note that almost all outlets of the American media speak with one anti-Islam, and pro-Israel voice. There are no two opinions. Michael Kelly of the *Boston Globe* (September 5, 2001) approves the US walk out of the UN Conference on Racism with the argument that "it's the right thing to do...but the case for walking is actually one on the merits -- it works." A *Boston Globe* editorial (Sept. 5) concluded: "Not every instance of oppression can be attributed to racism or racist ideology." *Washington Times'* editorial (Aug. 31) congratulated Mr. Powell for "taking a hard line against racism by not compromising on language in the draft conference documents that accused Israel of racism." Bob Herbert of the *New York Times* (Sept. 6) predicted in his column "Doomed to Irrelevance" that the conference "would end up being more than a grandiose gathering of the cynical and the naive." *Los Angeles Times* editorialised on September 5 that "US Walk out was right." It blamed Yasser Arafat for "torpedoing any chances for compromise." The *Newsweek* called it " A well timed walk out."

Despite the strongest ever propaganda apparatus defending the US and Israel, America is being reviewed on the world stage for its historically racist public policies and some of the world's grossest human rights violations. Where the Taliban have eradicated poppy cultivation without a "war on drugs" and without